فرزندانِ اشرفیہ
اور
میدان مناظرہ

محمد عطاء النبی حسینی مصباحی

ناشر: خانقاہ حسینی اسمٰعیلی، کھردہ، کولکاتا

علماء اہلسنت کی کتب PDF میں
حاصل کرنے کیلئے
تحقیقات چینل ٹیلیگرام جوائن
کریں
https://t.me/tehqiqat
گوگل سے ڈاؤن لوڈ کرنے لئے
https://
archive.org/details/
@zohaibhasanattari

طالب دعا زوہیب حسن عطاری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

میدان مناظرہ میں فرزندان اشرفیہ کی خدمات پر مشتمل

پہلی کتاب

فرزندان اشرفیہ اور میدان مناظرہ

از

محمد عطاء النبی حسینی مصباحی

ناشر

خانقاہ حسینی اسمٰعیلی، کھردہ کولکاتا

نام کتاب	:	فرزندان اشرفیہ اور میدان مناظرہ
مؤلف	:	محمدؐ عطاء النبی حسینی مصباحی
تصحیح ونظر ثانی	:	مصلح قوم وملت حضرت مولانا محمدؐ عبد المبین نعمانی دام ظلہ العالی
تقدیم	:	مفتی آلِ مصطفیٰ مصباحی دام ظلہ العالی
پروف ریڈنگ	:	محمدؐ اظہار النبی حسینی مصباحی
کمپوزنگ	:	محمدؐ فخر الحسن مصباحی اجمیری
صفحات	:	۱۲۰
تعداد اشاعت	:	۱۱۰۰
قیمت	:	
ناشر	:	خانقاہ حسینی اسماعیلی، کھردہ کولکاتا

----------------رابطہ----------------

9330928052, 9935305761, 8081657725

فہرست مضامین

شرف انتساب

حافظ ملت حضرت علامہ شاہ عبدالعزیز محدث مرادآبادی علیہ الرحمۃ والرضوان (بانی الجامعۃ الاشرفیہ، مبارک پور)

(ولادت: ۱۳۱۲ھ/۱۸۹۴ء- وفات: ۱۳۹۶ھ/۱۹۷۶ء)

و

جملہ اکابر اہل سنت کے نام

جنھوں نے دین متین کی حفاظت وصیانت اور تبلیغ واشاعت کے لیے اپنی پوری زندگی وقف کردی۔

اپنے والدین کریمین اور اساتذۂ کرام

کے نام

جن کی شفقت ومحبت اور دعاؤں کی چھاؤں میں مصائب وآلام کی دھوپ سے بچتے ہوئے ہم نے علم دین کی لازوال نعمت کی طلب کا سفر طے کیا اور ہم اس دینی خدمت کے لائق ہوئے۔

﴿عرض مؤلف﴾

جماعت رابعہ کا طالب علم تھا، گھنٹی خالی تھی، ہم رفقاے درس کلاس کے باہر محو گفتگو تھے، سردی کا موسم تھا اس لیے آفتاب سے اس کی تپش کی خیرات لے تھے، دوران گفتگو یہ بات آگئی کہ فرزندان اشرفیہ کی خدمات میں "رد و مناظرہ" ایسا پہلو ہے جو ابھی تشنۂ تحریر ہے اس پر کسی کو قلم اٹھانا چاہیے۔ بات قابل قبول تھی اس لیے ذہن نے قبول کرلی لیکن اس زمانے میں تحریر و قلم سے رشتہ نہ جڑا تھا اس لیے پھر اس طرف توجہ نہ ہو سکی۔ دن گزرے، ہفتے گزرے، مہینے گزرے، سال گزرے اور گزرتے گزرتے فضیلت کا سال آگیا تو حاشیہ ذہن پر مذکورہ موضوع گردش کرنے لگا۔ ارادہ ہوا کہ کیوں نہ اس تشنہ موضوع پر کچھ تحریر کرکے بطور دعوت نامہ شائع کردیا جائے تاکہ جہاں یہ اپنے رشتہ دار، متعلّقین اور دوست احباب کے لیے اپنی دستار کے موقع پر "قیمتی مٹھائی" ثابت ہو وہیں دوسروں کے لیے بھی "قیمتی تحفہ" ہو جائے۔ ابھی ارادہ ارادہ ہی تھا کہ خانقاہ اہل سنت بڑودہ گجرات کے سجادہ نشین اور ان کے شہزادگان کی دعوت پر عرس عظیمی میں شرکت کا شرف حاصل ہوا۔ یہاں ناچیز کو مصنف فیضان شریعت مولانا ابراہیم آسی صاحب سے شرف ملاقات حاصل ہوا۔ آپ سے اپنے ارادے کا اظہار کیا تو آپ نے کہا کہ ارادہ تو اچھا ہے لیکن اس موضوع پر لکھنا ایک نہایت ہی مشکل اور دقت طلب کام ہے کیوں کہ علماے اہل سنت سے کچھ لکھوالینا یا خود ان کے متعلّق ان سے مواد حاصل کرلینا بڑی مغز ماری اور پِتّہ ماری کا کام ہے۔ مولانا آسی صاحب کی یہ بات پہلی مرتبہ تصنیف کے میدان میں قدم رکھنے والے اس راقم کے لیے نئے تجربے کا پیش خیمہ ہونے کے ساتھ ایک چیلنج بھی تھی اس لیے اپنی کم علمی، کم مائیگی اور قلت مطالعہ کے باوجود اس موضوع پر لکھنے کے لیے صرف اس لیے عزم مصمم کرلیا کہ:

ایک میں کیا مِرے عصیاں کی حقیقت کتنی مجھ سے سو لاکھ کو کافی ہے اشارہ تیرا

پھر اس مبارک سفر سے واپسی کے بعد مصباحی مناظرین کی ایک فہرست تیار کی اور ارادہ بنایا کہ کتاب میں تین ابواب قائم کیے جائیں اور پہلے میں "مناظرہ اور اس کے متعلّقات "دوسرے میں "بحیثیت مناظر میدان مناظرہ میں شرکت کرنے والے فرزندان اشرفیہ کے مختصر

حالات اور ان کے مناظروں کی جھلکیاں" اور تیسرے میں "دیگر حیثیتوں سے میدان مناظرہ میں شریک ہونے والے فرزندان اشرفیہ ااور اس میدان میں ان کے کارناموں کی جھلکیاں" ہوں۔ اس کے بعد برادر اصغر مولانا محمدؐ اظہار النبی حسینی مصباحی نے قیمتی مشورہ دیا کہ ایک باب کا اور اضافہ کریں جس میں ان موضوعات پر بغیر کسی اعتراض و جواب کے صرف قرآن و حدیث کے حوالے سے گفتگو ہو جن موضوعات پر مناظروں کا ذکر اس کتاب میں شامل ہو۔ چوں کہ مشورہ واقعی قیمتی اور لائق توجہ تھا اس لیے ارادہ ہوا کہ کتاب چار ابواب پر مشتمل ہو۔

اب سب سے اہم مسئلہ مواد کی فراہمی کا تھا جس کے لیے مصباحی مناظرین اور ان کے متعلّقین و تلامذہ سے رابطہ کیا گیا۔ جن حضرات سے بھی رابطہ ہوا تو انہوں سراہا، حوصلہ افزائی فرمائی اور مواد کی فراہمی کے لیے یقین دہانی کرائی مگر ہوا وہی جس کا خدشہ تھا کہ یقین دہانی کرانے والے اکثر حضرات نے مواد بھیجنے میں اس قدر تاخیر کی کہ شوال سے ربیع الاول تک کا ایک طویل عرصہ گزر گیا جس کے سبب "چوتھا باب" اس کتاب میں شامل نہ ہو سکا۔ اس درمیان جن پریشانیوں، دشواریوں، بے رخی اور تلخ کلامی کا سامنا ہوا وہ اس پر مستزاد ہے۔ خیر ہمیں ان پریشانیوں اور تلخ کلامی کا کوئی شکوہ نہیں کیوں کہ خار دار وادی میں کام کرنے میں دشواریاں تو دامن گیر ہوتی ہیں اور وادی تصنیف کی ہو اور وہ بھی کوئی ایسا موضوع ہو جو ابھی تک تشنہ ہو تو مشکلات کا سد راہ ہونا ناگزیر ہے لیکن مصائب کے ذکر سے کسی مصیبت کا حل نہیں نکلتا اس لیے پریشانیوں اور مشکلات کے ذکر سے صرف نظر کرتے ہوئے ناچیز اپنے محسنین کی بارگاہ میں ہدیۂ تشکر پیش کرتا ہے خاص طور پر

(۱) مصلح قوم و ملت حضرت مولانا محمدؐ عبد المبین نعمانی صاحب قبلہ کی بارگاہ میں شکریہ کا نذرانہ پیش کرتا ہے جنھوں نے اپنے مصروف ترین اوقات سے وقت نکال کر نہ صرف اس کتاب پر نظر ثانی فرمائی بلکہ اپنی تقریظ جلیل سے بھی نوازا اور اپنے ایک مناظرے کی روداد سے بھی آگاہ کیا اور فقیہ عصر مفتی آل مصطفیٰ مصباحی صاحب کا بھی میں شکر گزار ہوں جنھوں نے عدیم الفرصتی کے باوجود ایک مختصر مگر قیمتی تقدیم تحریر فرما کر اس کتاب کے حسن کو دوبالا کر دیا۔

(۲) ابتدائی تعلیم سے اخیر تعلیم تک کے تمام اساتذہ کے حضور شکریہ کا گلدستہ پیش کرتا ہوں جن کی دعاؤں، محنتوں، کوششوں اور توجہ نے ناچیز کو قلم پکڑنے کا شعور بخشا۔

بڑی ناسپاسی ہوگی اگر ہم مولانا اسلم مصباحی صاحب استاذ شعبۂ کمپیوٹر جامعہ اشرفیہ کو بھول جائیں جنھوں نے کتاب کی ڈیزائننگ کر کے کتاب کے ظاہری حسن کو دوبالا کیا اور اپنے چچازادے مولانا غلام مجتبیٰ شمسی نیپالی اور اپنے رفیق محترم مولانا فخرالحسن مصباحی اجمیری کو بھی نہیں بھول سکتا جن میں سے اول الذکر نے اپنا لیپ ٹاپ اور مؤخر الذکر نے ٹائپنگ میں اپنا قیمتی وقت دے کر کمپوزنگ کا مسئلہ آسان کر دیا۔

اپنے برادر اصغر مولانا محمد اظہارالنبی حسینی مصباحی کو تو میں بھول ہی نہیں سکتا جن کی باتیں حوصلہ شکن لمحات میں میرے لیے تسکین خاطر کا باعث ہوتی ہی ہیں اس کتاب کی تصنیف کے دوران بھی پیش آنے والے حوصلہ شکن لمحات میں میرے حوصلے کو بڑھاوا دیا اور بڑی محنت اور عرق ریزی کے ساتھ اس کتاب کی پروف ریڈنگ کا کام انجام دیا۔ علاوہ ازیں ہم ان تمام احباب کے بھی شکر گزار ہیں جنہوں نے کسی نہ کسی طرح اپنا مخلصانہ تعاون پیش کیا۔

اخیر میں اہل علم کی بارگاہ میں گزارش ہے کہ کتاب میں کہیں غلطیاں اور خامیاں نظر آئیں تو اس کی طرف توجہ مبذول کرائی جائے تاکہ ان کی روشنی میں آئندہ کے کام درست ہوسکے۔ رب قدیر ان سب کے علم و عمل اور عمر میں برکتیں عطا فرمائے اور اس کتاب کو شرف قبولیت عطا فرما کر میرے اور میرے خاندان والوں کے لیے نجات کا ذریعہ بنائے۔ آمین!

محمد عطاءالنبی حسینی

کلمات دعائیہ

پیر طریقت حضرت مولانا محمدؔ اسمٰعیل حسینی (چترویدی) خطیب وامام کھردہ جامع مسجد کو کاتا

باغ فردوس الجامعۃ الاشرفیہ وہ باغ ہے جسے جلالۃ العلم حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ نے اخلاص وللّٰہیت کے ساتھ اپنے خون جگر سے سیراب کیا اور اللہ تعالیٰ نے اسے شادابی کا تحفہ عطا فرمایا۔ الجامعۃ الاشرفیہ وہ مرکزی تعلیمی ادارہ ہے جس نے قوم کو ہر میدان کا شہسوار عطا کیا

گزشتہ چند برسوں سے طلبۂ مدارس بالخصوص جامعہ اشرفیہ کے طلبہ میں یہ بدعت حسنہ رواج پذیر ہوئی ہے کہ وہ اپنی دستار و فراغت کے موقع پر کسی عمدہ موضوع پر خامہ فرسائی کر کے اسے دعوت نامہ کے طور پر شائع کرتے ہیں۔ اسی سلسلۃ الذہب کی ایک کڑی ولدی العزیز قرۃ عینی محمدؔ عطاء النبی حسینی مصباحی کی کتاب "فرزندان اشرفیہ اور میدان مناظرہ" ہے جس سے اسلاف شناسی، ان کے کارناموں کی یاد اور ان سے قوم کو روشناس کرانے کی کوشش کی ہے۔

بارگاہ ایزدی میں دعا ہے کہ مولیٰ تعالیٰ! اپنے حبیب پاک صاحب لولاک ﷺ کے صدقہ و طفیل اس کتاب کو قبول فرمائے اور مؤلف کو دین کا سچا اور مخلص خادم بنائے اور ان کے علم و عمل میں برکتیں عطا فرمائے اور اپنی بارگاہ جود وعطا سے وہ اجر عطا فرمائے جو اس کے شایان شان ہے۔ آمین بجاہ جد الحسن والحسین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

فقیر قادری چشتی ابو العلائی

محمد اسمٰعیل حسینی (خطیب وامام کھردہ جامع مسجد کولکاتا)

۲۵/ ربیع الثانی ۱۴۳۴ھ/ ۸/ مارچ ۲۰۱۳ء

تقریظ

مصلح قوم وملت حضرت مولانا محمد عبدالمبین نعمانی دام ظلہ العالی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم وآلہٖ وصحبہٖ اجمعین الی یوم الدین

عہد رسالت کے بعد ہی سے گمراہ فرقوں کا ظہور شروع ہو گیا تھا۔ آج گروہ در گروہ اتنے فرقے پیدا ہو گئے ہیں کہ ان کو شمار کرنا مشکل ہے۔ تقریباً دو سو سال قبل نجد سے ایک فرقہ نکلا جو نجدی اور وہابی سے مشہور ہوا، پھر اس کی ہی ایک شاخ ہندوستان میں دیوبندی کی شکل میں رونما ہوئی، اسلام کو وہابی نجدی گروہ نے جتنا نقصان پہنچایا شاید ہی کسی اور فرقے نے پہنچایا ہو۔ تقریباً سو سال قبل قادیانی فرقہ بھی وجود میں آیا جو غلام احمد قادیانی کی جھوٹی نبوت کا قائل ہے۔ قادیانی، وہابی، غیر مقلد ہر ایک سے مباحثے اور مناظرے ہوتے چلے آرہے ہیں، علمائے اہل سنت نے ہمیشہ ہی ان کا دنداں شکن جواب دیا ہے اور اپنے عقائد ونظریات کا اثبات بھی۔ چوں کہ مناظرہ ایک نہایت مشکل فن ہے اور قدرتی طور سے مناظر کے اندر طباعی وزیرکی کے ساتھ علم کا وافر حصہ ہونا بھی ضروری ہے اس لیے اس میدان میں ہر کوئی کامیاب نہیں ہوتا، بلکہ بڑی مشق ومزاولت اور کثرت مطالعہ وقوت حافظہ کے بل بوتے پر ہی کوئی مناظر کی حیثیت حاصل کرتا ہے اس کے علاوہ تائید غیبی کی رفاقت بھی لازم ہے جو اہل حق ہی کا حصہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بسا اوقات کمزور علم والا سنی مناظر بھی جب اہل باطل کے مقابلے پر آتا ہے تو کامیابی وکامرانی اس کا مقدر بن جاتی ہے، لیکن علمی کمزوری سے کہیں کہیں بڑی مشکلات بھی پیدا ہو جاتی ہیں۔ اس لیے بھرپور علم کے بعد مناظرے کے میدان میں قدم رکھنا چاہیے۔

الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور جو عارف باللہ ولی کامل استاذ العلما حافظ ملت علامہ شاہ حافظ عبدالعزیز محدث مرادآبادی قدس سرہ کی عملی جولان گاہ اور یادگار درس گاہ ہے اور فکر رضا اور

مسلک اعلیٰ حضرت کا صحیح ترین ترجمان بھی، اس کے تربیت یافتہ اور اس کے فارغ علما نے جہاں تدریس، تبلیغ اور ابلاغ حق کے میدانوں میں نمایاں کارنامے انجام دیے ہیں وہیں باطل کے مقابل سینہ سپر ہوکر مناظرے کی دنیا میں بھی کامیاب کردار ادا کیا ہے، الجامعۃ الاشرفیہ کی طویل تاریخ میں اس رخ سے ابھی تک کسی نے کام نہیں کیا تھا، اسی تشنہ پہلو کو سامنے لانے اور اس سلسلے میں فرزندان اشرفیہ کے کارہائے نمایاں کو اجاگر کرنے کے لیے عزیزی مولوی عطاء النبی حسینی مصباحی نیپالی نے قلم اٹھایا اور بڑی عرق ریزی سے مصباحی مناظرین کی ایک لمبی فہرست تیار کرڈالی اور نہایت اختصار کے ساتھ ان کے احوال زندگی اور مناظروں کی جھلکیاں پیش کرنے میں کامیاب ہوگئے ہیں۔

مناظروں کی تفصیلی رودادیں بہت کم ہی چھپ سکی ہیں، زیادہ تر مختصر حالات ہی کہیں کہیں مل جاتے ہیں اور بعض مناظرے تو ایسے بھی ہیں جن کی کچھ بھی روداد مطبوعہ شکل میں موجود نہیں لیکن مؤلف موصوف نے بڑی محنت کرکے مناظر حضرات یا ان کے متعلّقین و تلامذہ سے بہت سی معلومات جمع کرڈالی ہیں جو گویا نیا مواد ہے اور جو رودادیں مطبوعہ ہیں ان سے بھی استفادہ کیا اور سوانح حیات کے طول طویل اوراق کو بھی کھنگالا ہے اس لیے مؤلف داد وتحسین اور حوصلہ افزائی کے مستحق ہیں۔ البتہ ضرورت ہے کہ اس سلسلے کو آگے بڑھایا جائے، مزید مناظرین کو تلاش کیا جائے اور تفصیلی رودادیں متوسط تلخیص کے ساتھ منظر عام پر لائی جائیں تاکہ قاری کو تشنگی کا احساس نہ ہو، یوں ہی سوانح حیات کے مضامین میں بھی اضافے کی ضرورت شدت سے محسوس کی جارہی ہے کیوں کہ اس مجموعے میں حیات و خدمات کا جس قدر مواد ہے وہ بہت ہی تشنہ اور مختصر ہے۔ شاید مؤلف نے طالب علم ہونے کی وجہ سے ایسا کیا کہ جب تذکرہ و روداد طویل ہوجائے گی تو اس کی اشاعت میں دشواریوں کا سامنا بھی کرنا پڑے گا۔ کسی مصباحی فاضل کو اس طرف بھی توجہ دینی چاہیے تاکہ یہ باب اور تفصیل کے ساتھ منظر عام پر آسکے۔

طلبۂ مدارس اسلامیہ سے گزارش ہے کہ اپنی طالب علمانہ زندگی میں اس اہم دینی کام کی طرف بھی توجہ دیں، اس کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ دیگر علوم و فنون میں مہارت حاصل کرنے کے ساتھ اکابر اہل سنت میں جن کے مناظرے ضبط تحریر میں آچکے ہیں ان کا گہرائی سے مطالعہ کریں

اور خاص خاص نکات کو ذہن نشیں کرلیں بلکہ یاد داشت کے طور پر نوٹ کرلیں تو یہ آئندہ کے لیے بڑا مفید اور رہنما ہوگا۔

مناظروں کے تعلق سے ایک مفید قدم یہ بھی ہے کہ جتنے مناظرے ضبط تحریر میں آچکے ہیں سب کو سمیٹ کر بنیادی سوالات کو لکھ کر ان کے جوابات بھی ساتھ ہی لکھ دیے جائیں اور جملہ اعتراضات و جوابات کو موضوع کے مطابق تقسیم کر دیا جائے، مناظروں کے علاوہ بھی جو کتابیں معاندین کے اعتراضات کے جواب میں لکھی گئی ہیں مثلا "تحقیقات" از شارح بخاری وغیرہ، ان سے مواد کشید کر لیا جائے تو بڑا کام ہو جائے گا اور ایک جامع ضخیم کتاب تیار ہو جائے گی۔ مناظرانہ ادب سے دلچسپی رکھنے والے بعض طلبہ یا فاضل قلم کار حضرات اس طرف توجہ دیں تو کام بہ آسانی ہو سکتا ہے۔ یہ کتاب طلبہ، علما اور عام اہل سنت کے لیے خاصے کی چیز ہوگی۔ مولیٰ عزّو جل عزیز موصوف کو اس قسم کے دینی کاموں کی توفیق ارزانی فرمائے. آمین بجاہ سیدالمرسلین علیہ وآلہ الصلاۃ و التسلیم.

محمّد عبدالمبین نعمانی قادری
المجمع الاسلامی، ملت نگر مبارک پور اعظم گڑھ
۱۶ ربیع الآخر ۱۴۳۴ھ/۲۷ فروری ۲۰۱۳ء

محمد عبد المبین نعمانی
۱۶ ربیع الآخر ۳۴ھ/۲۷-۲-۱۳

تقدیم

فقیہ عصر حضرت مفتی آل مصطفیٰ مصباحی دام ظلہ العالی استاذ جامعہ امجدیہ گھوسی

عالم اسلام کی مشہور درسگاہ جامعہ اشرفیہ مبارک پور نے ہر دور میں قوم وملت کی تعمیر و ترقی کے لیے ایسے قیمتی معمار پیدا کیے ہیں جو سنگ ریزوں کو جوڑ کر ناقابل تسخیر چٹانیں بنانے کی صلاحیت رکھتے ہیں، جامعہ اشرفیہ کا علمی فیضان پوری دنیا پر برس رہا ہے اور لوگ اس سے فیض یاب ہورہے ہیں وہاں کے علمی ماحول کا اثر زیر تعلیم طلبہ پر بھی غیر معمولی پڑتا ہے، جس کی وجہ سے زمانہ طالب علمی ہی سے ان کے اندر درسیات کے ساتھ عصری تقاضوں کے مطابق غیر درسی امور بھی کام کرنے کا جذبہ پیدا ہوجاتا ہے اور یہی طالب علم کی کامیابی کی کلید ہے۔ زیر نظر رسالہ محب محترم مولانا عطاء النبی حسینی مصباحی زید مجدہ کا ہے، جس میں انھوں نے بعض فرزندان اشرفیہ کی مناظرانہ خدمات کا اپنی بساط کے مطابق اختصار کے ساتھ تذکرہ کیا ہے، ابھی وہ نوجوان ہیں اور فاضل دوم میں زیر تعلیم ہیں، مگر ان کی اس جمع وتالیف پر سرسری نظر ڈالنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ انھوں نے بہت جاں فشانی سے اس کام کو انجام دیا ہے اور فرزندان اشرفیہ کی مناظرانہ خدمات کو اختصار کے ساتھ اجاگر کرنے کی کوشش کی ہے، یہ اپنے محسنین کی بارگاہ میں خراج عقیدت پیش کرنے کا اعلیٰ انداز ہے جو لائق ستائش ہے۔

مناظرہ حق و باطل کے درمیان خط امتیاز ہے، یہی وجہ ہے کہ علما نے اس کا تعارف ان الفاظ میں فرمایا ہے: ”اظہار حق کے لیے دو فریق کا دو شی کے درمیان پائی جانے والی نسبت کی جانب متوجہ ہونا ہے“۔ ان میں مناظرہ کی شہرۂ آفاق کتاب ”شریفیہ“ میں سید السند علامہ شریف جرجانی علیہ الرحمہ پھر اس کی شرح ”رشیدیہ“ میں قطب العارفین بدر السالکین زبدۃ المتقین سیدنا شیخ عبد الرشید عرف دیوان جی قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں: «المناظرۃ فی الاصطلاح توجہ المتخاصمین فی النسبۃ بین شیئین اظہاراً للصواب»۔ (مناظرہ رشیدیہ، ص:۲۵)

اس لیے مناظرہ اگر بطور اصول مناظرہ ہو تو حق و باطل کے پرکھنے کا ایک عظیم معیار و میزان ہے مگر افسوس آج مناظرہ کا صرف نام رہ گیا ہے اور مناظرہ کی آڑ میں مجادلہ و مکابرہ کا بازار گرم کر کے اصل بحث سے راہ فرار اختیار کرنے کی کوشش کی جاتی ہے اور یہ بالعموم باطل فرقوں کی جانب سے ہوتا ہے اور یہ ساری سعی صرف اس لیے ہوتی ہے کہ حقیقت پر پردہ پڑا رہے اور عوام دھوکے میں رہے۔ مناظرہ ہر دور میں ہوا ہے، اہل سنت کا معتزلہ و خوارج سے و دیگر گمراہ فرقوں سے اور تقریباً ایک صدی سے تو غیر منقسم ہندوستان میں اہل سنت کے علما ایسے فرقوں سے نبرد آزما ہیں جن میں بعض گمراہ، گمراہ گر جہنمی ہیں جنھیں وہابی غیر مقلد کہتے ہیں اور بعض وہ ہیں جنھوں نے ضروریات دین کا انکار کر کے اپنا رشتہ اسلام سے توڑ لیا ہے، یہ فرقے ملت اسلامیہ کے لیے ناسور ہیں اور انکے عقائد و افکار کو اس دور کے حالات پر گہری نظر رکھنے والے علما و فقہا نے اسلام کے خلاف قرار دیا ہے، خاتم الفقہا علامہ ابن عابدین شامی علیہ الرحمہ نے واضح طور پر ارشاد فرمایا ہے: "كما وقع فى زماننا فى اتباع عبدالوهاب الذين خرجوا من نجد و تغلبوا على الحرمين و كانوا ينتحلون مذهب الحنابلة لكنهم اعتقدوا انهم هم المسلمون و ان من خالف اعتقادهم مشركون واستباحوا بذالك قتل اهل السنة و قتل علماءهم حتىٰ كسر الله تعالىٰ شوكتهم وحرم بلادهم وظفر لهم عساكر المسلمين عام ثلاث وثلاثين وماءتين والف"۔ (ردالمحتار، باب البغاۃ، ج:۴، ص:۴۱۳)

یہاں ہمارا مقابلہ شیعہ اور رافضی سے بھی ہے اور قادیانیوں سے بھی، یہ وہ فرقے ہیں جن کے دائرۂ اسلام سے خارج ہونے پر امت اجابت کا متفقہ فیصلہ ہے۔

الغرض ایک فرقہ ناجیہ ہے جو اہل سنت و جماعت ہے اس کا مقابلہ کبھی دہریوں کے ساتھ کبھی رافضیوں کے ساتھ کبھی قادیانیوں کے ساتھ اور کبھی وہابیوں اور دیوبندیوں کے ساتھ ہوتا ہے اور ہر مناظرے میں حق آفتاب سے زیادہ روشن اور واضح ہو جاتا ہے، یہ اپنی اپنی قسمت

ہے کہ کوئی وضوح حق کے بعد حق کو بلا تامل قبول کرلیتا ہے اور کوئی ٹال مٹول اور تاویل باطل کی راہ اختیار کرتا ہے، اللہ تعالیٰ جسے ہدایت دے اسے کوئی گمراہ نہیں کر سکتا اور جسے گمراہ کرے اسے کوئی ہدایت نہیں دے سکتا۔

مولانا موصوف نے مناظرہ، مناظرین اور معاونین کا جو تذکرہ جمع کیا ہے وہ نہ صرف موجودہ بلکہ آئندہ نسلوں کے لیے بھی ایک مشعل راہ ہے۔ مولیٰ تعالیٰ موصوف کی اس خدمت کو قبول فرمائے اور انہیں مزید علمی و دینی کام کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سیدالمرسلین ﷺ.

آل مصطفیٰ مصباحی

خادم تدریس وافتا جامعہ امجدیہ رضویہ گھوسی مئو

۲۲ر ربیع الآخر ۱۴۳۴ھ/ ۲۰۱۳ء

آل مصطفیٰ مصباحی
۲۲ر ربیع الآخر ۳۴ھ ۲۰۱۳ء

باب اول

مناظرہ
اور
اس کے متعلقات

اس باب میں مناظرہ کی تعریف، مناظر کے اوصاف، آداب و شرائط مناظرہ وغیرہ کے متعلق گفتگو ہے۔ باتیں تو وہی ہیں جنہیں ہم مختلف کتابوں میں پڑھتے ہیں لیکن اس باب میں ان کو یکجا کر دیا گیا ہے تاکہ الگ الگ کتابوں کی ورق گردانی نہ کرنی پڑے۔

باسمہٖ تعالیٰ

ہر دور میں دعوت و تبلیغ کے تعلق سے مدارس اسلامیہ کا اہم رول رہا ہے۔ ہندوستان میں مدارس اسلامیہ کا وجود مغل بادشاہوں کے بر سراقتدار ہونے کے بعد عمل میں آیا اور آج دین اسلام کی جو بھی بہاریں ہیں اور دعوت و تبلیغ کے جو بھی کارنامے معرض وجود میں آرہے ہیں سب کے سب مدارس اسلامیہ ہی کی دین ہیں۔ مدارس ہی کی بدولت اقوام عالم کے سامنے علما و فضلا کی ایک عظیم جماعت ہے جو دنیا کے گوشے گوشے میں دعوت و تبلیغ کا اہم فریضہ انجام دے رہی ہے۔ یہ ایسی حقیقت ہے جس کا کوئی دانشمند انکار نہیں کر سکتا۔ حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ کی ذات گرامی اور ان کی محنت، لگن، جدوجہد اور کوشش سے مدرسہ سے دارالعلوم اور دارالعلوم سے جامعہ تک کا سفر طے کرنے والا "جامعہ اشرفیہ" بھی انہیں مدارس میں سے ایک ہے جس کے فارغین اپنی دینی اور تبلیغی خدمات کے حوالے سے اپنا ایک مقام بنا چکے ہیں۔ جامعہ اشرفیہ کی یہ خصوصیت رہی ہے کہ جب بھی اسلام کی دعوت و تبلیغ اور ترویج و اشاعت کے لیے جس طرح کے افراد کی ضرورت پیش آئی، جس اسلوب سے مذہب پر حملہ ہوا اور جس میدان میں مسلک و ملت کو چیلنج دیا گیا اس کے فرزندان نے اس ضرورت کو پورا کیا، مسلک حق اہل سنت و جماعت پر کیے جانے والے ہر طرح کے حملے کا دفاع اور مقابلہ کیا بلکہ ترکی بہ ترکی منہ توڑ جواب بھی دیا اور مخالفین کو ان کا آئینہ دکھایا۔

آج نظر انصاف سے دیکھا جائے تو اس حقیقت سے چشم پوشی نہیں کی جا سکتی کہ تقریر و خطابت کا میدان ہو یا میڈیا اور صحافت کا، درس و تدریس کا میدان ہو یا تصنیف و تالیف کا یا ردو مناظرہ کا، ہر میدان میں چند دہائیوں سے مسلک اہل سنت و جماعت کی نگہبانی و پاسبانی اور اس کی ترویج و اشاعت میں ایسے ایسے مثالی اور نمایاں کارنامے اشرفیہ کے شاہین صفت فرزندان نے انجام دیے جو قابل ستائش بھی ہیں اور لائق تقلید بھی۔ ان تمام کارناموں کو احاطۂ تحریر میں لانا جوے شیر لانے سے کم نہیں۔ سر دست ردو مناظرہ کے حوالے سے فرزندان اشرفیہ کی عظیم خدمات اور نمایاں کارناموں کو بیان کیا جا رہا ہے۔ لیکن اس سے قبل مناظرہ، مناظر اور اس کے آداب و شرائط سے متعلّق بھی کچھ باتیں بیان کی جا رہی ہیں۔

مناظرہ: بحث ومباحثہ کے تین طریقے ہیں:
(۱) بحث احقاق حق اور ابطال باطل کے پس منظر میں ہو رہی ہے تو مناظرہ ہے۔
(۲) اس سے بڑائی اور علمی قابلیت کی نمائش مقصود ہے تو مکابرہ ہے۔
(۳) اس سے صرف اور صرف ایک دوسرے پر الزام تراشی، کٹ حجتی اور کج بحثی مطلوب ہے تو مجادلہ ہے۔

مناظرہ کا مقام: مشہور ہے کہ تقریر کا فن سب سے آسان ہے، اس سے مشکل تدریس ہے اور سب سے مشکل تصنیف ہے لیکن تصنیف سے بھی سخت اور مشکل ترین کام مناظرہ ہے کیوں کہ تقریر کا حال یہ ہے کہ مقرر کو علم ہوتا ہے کہ اسے کب تقریر کرنی ہے، کس موضوع پر کرنی ہے جس کی وجہ سے اس کے لیے تیاری کا مکمل وقت ہوتا ہے اس لیے موقع پر سوچے ہوئے مضامین کو سجے سجائے الفاظ اور آراستہ و پیراستہ جملے اور عمدہ لب و لہجے میں ادا کرتا ہے۔ نہ کوئی قدغن نہ سوال نہ اعتراض۔ اگر بالفرض ایسا موقع آبھی گیا تو وقتی طور پر ٹالنے کی بہت کچھ گنجائش ہے۔ تدریس مشکل ضرور ہے مگر مدرس جانتا ہے کہ کس فن میں کیا اور کتنا پڑھانا ہے اس لیے وہ شروح و حواشی اور دیگر معاون کتابوں کی مدد سے سبق کے مالہ وماعلیہ پر ایک نظر ڈال کر تیاری کر لیتا ہے۔ پڑھنے والے نیاز مند شاگرد ہوتے ہیں اگر درسی تقریر میں کوئی لغزش ہو جائے تو کوئی حرج نہیں تصحیح ہو جائے گی، شاگرد کے سوال کا جواب نہ بن سکا تو غور کر کے اور دیکھ کر بتاؤں گا بہت بڑا سہارا ہے۔ تصنیف اگرچہ سخت ترین فن ہے پھر بھی مصنف کو اتنا سکون ہوتا ہے کہ ایک موضوع متعیّن کر کے اس سلسلے میں مواد حاصل کرے اور مطالعہ کر کے حاصل مطالعہ مرضی کے مطابق گوشۂ تنہائی میں بیٹھ کر صفحۂ قرطاس پر نقش کر دے۔ نہ کوئی تبصرہ نہ کوئی تنقید۔ اگر نوبت آن پڑی تو دفاع اور جواب کے لیے اوقات کا بھرپور تعاون موجود ہے۔ افتا کا فن ایک خاردار وادی ہے جس میں سوالات پیچیدہ، سخت اور اہم ہوتے ہیں لیکن مفتی کو بھی غور و خوض، فکر و نظر اور مطالعے کا موقع رہتا ہے کہ گھنٹے دو گھنٹے، ہفتے دو ہفتے اور مہینے دو مہینے میں جب حل ہو جائیں جواب لکھیں ورنہ اس پر جواب دینا بھی لازم نہیں بلکہ ”لا اعلم“ کہہ دینا کافی ہے لیکن مناظرہ ان تمام سے مختلف ایک جاں گداز اور دل سوز عمل ہے جس میں مناظر ہر چہار جانب سے پابند سلاسل اور

گرفتار زنجیر ہوتا ہے۔ مناظرہ میں گو موضوع ضرور متعیّن ہوتا ہے اور مناظر قبل مناظرہ موضوع سے متعلّق موافق و مخالف دلائل و براہین اور ابحاث بھی ذہن نشیں کر لیتا ہے لیکن یہ ضروری نہیں کہ بحث اسی موضوع پر محدود رہے بلکہ موضوع اور اس کے دلائل کے سلسلے میں دوران بحث کون سی گفتگو چھڑ جائے اور کون سا سوال ہو جائے کچھ نہیں کہا جاسکتا۔ دوران بحث صرف و نحو، تفسیر و حدیث، فقہ ولغت، اصول وکلام، منطق و فلسفہ اور زبان و ادب بھی زیر بحث آسکتے ہیں۔ چناں چہ گھوسی میں حضرت محدث اعظم ہند علیہ الرحمۃ اور مولوی عبدالرحیم دیوبندی لکھنوی کے مابین ''علم غیب'' کے موضوع پر مناظرہ کے درمیان لفظ "ما" کی بحث چھڑ گئی کہ عام ہے یا خاص، عام کی تعریف کیا ہے اور خاص کی تعریف کیا ہے ؟

ادری کے مناظرہ میں "علم غیب" پر شیر بیشۂ اہل سنت علیہ الرحمۃ اور مولوی منظور دیوبندی سنبھلی کے مابین دوران مناظرہ ''افعل'' کا وزن تولا جانے لگا۔ یہ کس معنی میں آتا ہے، اس کے استعمال کے کتنے طریقے ہیں ؟

گیا کے مناظرے میں انہیں دونوں کے درمیان مدعی اور مدعی علیہ کی بات آگئی۔ سنبھلی کہتے کہ میں مدعی ہوں اور تم مدعی علیہ اس لیے کہ ہمارا دعوی ہے کہ ہم مسلمان ہیں۔ تم لوگ اس کا انکار کرتے ہو اس لیے تم مدعی علیہ ہوئے۔ پھر اس کی تعریف نے ہدایہ، فتح القدیر، البحر الرائق، در مختار، ردالمحتار وغیرہ بیشتر کتب فقہ کی زیارت کرادی۔

بریلی شریف میں حضور محدث اعظم پاکستان علیہ الرحمۃ اور مولوی سنبھلی میں مناظرہ ہوا۔ گفتگو ''تعلیق بالمحال'' کے جواز وعدم جواز سے چل کر موضوع منطق کے آستانے تک جا پہنچی۔

مناظرانہ اوصاف: اس لیے ایک مناظر کے لیے معلومات کا تنوع نہایت ضروری ہے ساتھ ہی اپنے حریف اور مخالف کو زیر کرنے کے تمام اوصاف کا جامع اور ان تمام اسلحوں سے مسلح ہونا بھی جو مقابل کو مبہوت کر دے۔ مناظر کو کن اوصاف سے متّصف اور کون سی خوبیوں سے آراستہ ہونا چاہیے اس حوالے سے شارح بخاری مفتی شریف الحق امجدی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں: "اس لیے مناظر حقیقت میں وہ ہے جو بیک وقت جامع علوم بھی ہو، خوش بیان بھی، حاضر جواب بھی، جری بھی، مقابل کے

ہتھکنڈے سے واقف بھی ہو،ان کی کتابوں پر کامل عبور بھی رکھتا ہو"۔ (مجاہد ملت نمبر،ص:۱۵۲)

درج بالا اقتباس کے تناظر میں مناظر وہ ہے جس کی نظر بیک وقت تفسیر، حدیث، فقہ، اصول، کلام، نحو، صرف، منطق، فلسفہ اور زبان وادب پر ہواور حاضر دماغ، قوی الحافظہ وسیع المطالعہ اور دور اندیش ہونے کے ساتھ ساتھ مقرر، مدرس، مفتی ہواور اس میں ایک مصنف ہونے کی پوری قابلیت موجود ہو۔ لیکن ناچیز کے نزدیک ان تمام خصوصیات سے متّصف ہونے کے ساتھ مناظر کے لیے تائید ربانی بھی نہایت ضروری ہے۔اس کی چند نظیر آئندہ صفحات میں آئے گی۔

آداب مناظرہ: مناظرہ کے آداب کیا ہیں، ایک مناظر کو بوقت مناظرہ کیسا ہونا چاہیے، کس طرح پیش آنا چاہیے؟اس سلسلے میں مستقل کتابیں موجود ہیں۔ ان میں قطب الاقطاب حضرت دیوان محمد مصطفی رشید عثمانی علیہ الرحمۃ (متوفی ۱۰۸۳ھ) کی شہرت یافتہ تصنیف "مناظرہ رشیدیہ" ہے جو آج تقریباً تمام مدارس کے درس نظامی کے نصاب میں داخل ہے۔اس میں بوقت مناظرہ مناظر کو جن خصوصی آداب بجالانے کا ذکر ہے وہ یہ ہے کہ:

(۱) مناظر اپنی بات اتنی مختصر پیش نہ کرے کہ فہم سے بالاتر ہوجائے۔(۲) اس قدر گفتگو طویل نہ کرے کہ لوگ اوب جائیں۔ (۳) نادر، غیر مستعمل اور اجنبی الفاظ کا ستعمال نہ کرے۔ (۴) ذو جہتین گفتگو نہ کرے خصوصا جب کہ قرینۂ واضحہ نہ ہو۔ (۵) بے مقصد بحث نہ کرے کہ موضوع سے ہٹ جائے اور مقصد سے دوری ہوجائے۔ (٦) دوران مناظرہ نہ ہنسے نہ چلائے اور نہ نادانوں کی طرح کلام کرے کہ یہ جاہلوں کی عادت وخصلت ہوتی ہے جس سے وہ اپنی جہالت کو چھپاتے ہیں۔ (۷) اس شخص سے مناظرہ کرنے سے احتراز کرے جو اس کے نزدیک بارعب اور محترم ہو کیوں کہ حریف کی ہیبت واحترام بسااوقات مناظر کی فکری قوت اور ذہنی حدت ختم کردیتی ہے۔ (۸) مخالف کو حقیر اور کمزور بھی نہ گمان کرے کہ اس کی وجہ سے کوئی ایسی کمزور بات کہہ دے جو مخالف کے غلبہ کی باعث ہو۔

آٹھ افادات امام رازی کے بعد مصنف مناظرہ رشیدیہ مزید تین آداب مناظرہ اضافہ فرماتے ہوئے رقم طراز ہیں:

(۱) تائید ربانی کا طالب ہوکر میں مزید کہتا ہوں کہ مناظر اس بات کا قصد نہ کرے کہ تھوڑے ہی

وقت میں مخالف کو خاموش کر دے کیوں کہ کبھی کبھی عجلت میں زبان سے ایسی لچر اور پوچ باتیں بے اختیار نکل جاتی ہیں اور مخالف کی کامیابی کا سبب بن جاتی ہیں۔(۲) وقت مناظرہ امیروں کی طرح ٹیک لگا کر نہ بیٹھے بلکہ فقیر کی طرح بیٹھے اس لیے کہ اس سے ذہنی توانائیاں مجتمع رہتی ہیں اور دماغ انتشار سے محفوظ رہتا ہے۔(۳) مناظرہ کے وقت مناظر بہت زیادہ بھوکا پیاسا نہ رہے کہ بھوک و پیاس کی شدت بہت جلد برہم ہو جانے کی باعث ہے جو آداب مناظرہ کے منافی ہے اور مکمل آسودہ بھی نہ ہو کہ اس سے طبعی قوت منجمد ہو جاتی ہے اور ذہنی ذکاوت جاتی رہتی ہے۔

شرائط مناظرہ: مناظرہ میں شرائط مناظرہ کا ایک اہم کردار اور خاص مقام ہوتا ہے۔ اس سلسلے میں دانائی وزیرکی اور تجربے کا مظاہرہ نہ کیا گیا تو مخالف کوئی بھی ایسی شرط رکھ سکتا ہے جو کسی اہم اور نازک موقع پر اس کے لیے راہ نجات پیدا کر دے اور وہ اپنے مقابل کو نقصان پہنچانے اور اس کی ساری محنت و کوشش رائیگاں کرنے میں کامیاب ہو جائے یا اس سلسلے میں غفلت در آئے اور کوئی اہم شرط ذکر کرنے سے رہ جائے تو یہ خود اس کے لیے خسارے کا باعث ہو سکتا ہے۔ ان معروضات کو ذہن نشیں کرنے کے لیے اس نظیر کو پیش نظر رکھیں۔

ببھن گاؤں ضلع گونڈہ میں اہل سنت اور دیابنہ کے مابین تحریری مناظرہ ہونا قرار پایا۔ اس مناظرے کے شرائط عوام نے از خود طے کر لیے تھے۔ جب مناظرہ کا آغاز ہوا تو دیوبندی مناظر نے اس بات پر زور دیا کہ تحریریں پڑھ کر نہ سنائی جائیں گی حالاں کہ دونوں فریق کے اسٹیج پر لاؤڈ اسپیکر لگے ہوئے تھے۔ اپنی ضد پر انہوں نے یہ عذر پیش کیا کہ ہم شرائط مناظرہ کے پابند ہیں اور شرائط میں اس کا ذکر نہیں۔ علماے اہل سنت اور عوام نے تحریریں عوام کو سنانے پر اپنا زور صرف کیا لیکن انہیں نہ ماننا تھا نہ مانے۔ شرائط مناظرہ طے کرتے وقت اس غفلت سے دیابنہ اور وہابیوں کے گمراہ کن عقائد عوام کے سامنے نہ آسکے ورنہ تو اس مناظرہ میں دیوبندی کفریات پر ایسی بحثیں ہوئیں کہ انہیں پڑھ کر عوام کو سنائی جاتیں تو وہابیت و دیوبندیت کا کوئی پرسان حال نہ ہوتا۔

شرائط مناظرہ کی اسی اہمیت و افادیت کے پیش نظر دو جگہوں کے وہ شرائط مناظرہ یہاں درج کیے جاتے ہیں جو اہل سنت و جماعت کے علما نے طے کیے ہیں تا کہ اسی کی روشنی میں آئندہ شرائط طے کیے جاسکیں۔

اول: شرائط مناظرہ ہرن پور جنہیں شارح بخاری علیہ الرحمۃ اور محدث کبیر مدظلہ العالی نے مرتب فرمایا ہے:

(۱) مناظرہ کے فریق اول اہل سنت و جماعت حنفی بریلوی ہیں اور فریق دوم غیر مقلدین ہیں جو اپنے کو اہل حدیث کہتے ہیں۔

(۲) ہر فریق اپنے علما کے اخراجات وضیافت کا ذمہ دار ہوگا۔

(۳) ہر فریق کے الگ الگ آمنے سامنے دو اسٹیج ہوں گے جن کے درمیان چالیس پچاس فٹ کا فاصلہ ہوگا جہاں عوام بیٹھ کر مناظرہ سنیں گے۔

(۴) دونوں اسٹیج کے درمیان ایک حد قائم کی جائے گی تاکہ ہر فریق کے عوام اپنے اپنے علما کے اسٹیج کی طرف بیٹھیں۔

(۵) ہر فریق دس دس ہزار روپے مشترکہ طور پر مشترکہ کھاتے میں کسی بینک میں جمع کریں۔ اس قرارداد کے ساتھ کہ جو فریق مناظرہ کے لیے نہیں آئے گا یا آکر بھاگ جائے گا اس کے دس ہزار روپے جیتنے والا دوسرا فریق وصول کرلے گا۔

(۶) دونوں فریق مشترکہ طور پر کسی مجسٹریٹ اور ایس پی سے مناظرہ کے لیے پرمیشن حاصل کریں گے۔

(۷) ہر فریق سے ایک ایک ذمہ دار بھی ہوگا تاکہ امن عامہ برقرار رہے اور اس کی اپنے حریف کو تحریر بھی دینی ہوگی۔

(۸) ہر فریق کی طرف سے مناظرہ کا ایک صدر ہوگا جو نظم و ضبط برقرار رکھنے اور شرائط مناظرہ کے مطابق مناظرہ ہونے کا ذمہ دار ہوگا۔

(۹) ہر فریق چاہے تو پہلے ہی سے اپنے مناظر اور صدر کا اعلان کردے اور یہ بھی حق ہوگا کہ عین مناظرہ کے موقع پر صدر اور مناظر کا اعلان کرے۔

(۱۰) صدر کی باتوں کا جواب صدر دے گا اور مناظر کی باتوں کا جواب مناظر دے گا۔ اسٹیج پر بیٹھنے والوں اور عوام کو بولنے کا حق نہ ہوگا۔

(۱۱) ایک مناظر کے اعلان کے بعد اس کو اسی وقت بدلا جاسکتا ہے جب کہ پہلا مناظر اپنی شکست

کا تحریری طور پر اعتراف لکھ کر دوسرے فریق کو دے یا یہ کہ اسے کوئی ایسا مرض لاحق ہو جائے جس کے باعث وہ مناظرہ نہ کر سکے مگر یہ ضروری ہوگا کہ اس عارضہ کا اعلان عام مناظرہ گاہ میں کیا جائے۔

(۱۲)　دوران مناظرہ سوائے حکم شرعی بیان کرنے کے کسی فریق کو ایسی بات کہنے کی اجازت نہ ہوگی جو دل آزاری کی موجب ہو اور جو اس کی پہل کرے گا اس کی ہار مانی جائے گی۔

(۱۳)　فریق اول اہل سنت و جماعت کی طرف سے موضوع مناظرہ یہ ہوگا "آج کل کے غیر مقلدین گمراہ، گمراہ گر اور جہنمی ہیں۔ اس سے مراد وہ غیر مقلدین ہیں جو ابن عبدالوہاب نجدی اور مولوی اسماعیل دہلوی مصنف "تقویۃ الایمان" کے ماننے والے ہیں"۔

(۱۴)　پہلے مناظرہ مذکورہ موضوع پر ہوگا اس کے بعد دوسرے موضوعات پر دونوں صدر کی رضامندی سے مناظرہ ہوگا۔

(۱۵)　مناظرہ کے اثنا میں موضوع مناظرہ سے جو بات متعلّق نہ ہو اس کے بیان کرنے کی کسی فریق کو اجازت نہ ہوگی۔

(۱۶)　دلیل، قرآن مجید، احادیث صحیحہ حسنہ ثابتہ دلالات اربعہ کے ساتھ (عبارۃ النص، اشارۃ النص، دلالۃ النص، اقتضاء النص) اور اجماع اور قیاس اور صحابہ کرام کے اقوال و اعمال ہوں گے۔

(۱۷)　احادیث کی صحت و حسن اور ضعف جانچنے کے لیے اصول حدیث کی کتابیں مثلاً: نزہۃ النظر، شرح نخبۃ للملاعلی قاری، مقدمہ ابن الصلاح، فتح المغیث للسخاوی وغیرہ اور رجال کے سلسلے میں تہذیب التہذیب، تقریب، تذکرۃ الحفاظ، میزان الاعتدال وغیرہ حجت ہوں گی۔

(۱۸)　احادیث میں ثبوت تعارض اور رفع تعارض کے سلسلے میں غیر مقلدوں کے خلاف اصول حدیث سے حجت قائم ہوگی اور حنفیہ کے خلاف امام طحاوی، امام عینی، امام بزدوی، شیخ عبدالحق محدث دہلوی کے وہ اقوال حجت ہوں گے جو انہوں نے بطور مذہب بیان کیے ہیں نہ کہ بطور الزام خصم۔

(۱۹)　ہر فریق کے معتمد علمائے کرام کے اقوال راجحہ منقحہ اس فریق کے خلاف حجت ہوں گے۔

(۲۰)　ہر فریق مناظرہ سے پندرہ روز قبل اپنے اپنے فریق کے علمائے معتمدین کی ایک فہرست دوسرے فریق کو لازماً دستخط کے ساتھ حوالہ کر دے۔

(۲۱) ہر فریق کو لازم ہوگا کہ مختلف فیہ مسئلے میں اس مسئلہ کے بارے میں نیز اس کے قائل اور منکر کے بارے میں حکم شرعی بیان کرے۔

(۲۲) جو کچھ بھی ثبوت میں پیش کرے اس کا حوالہ دے اور مطالبہ کے وقت اصل کتاب پیش کرے۔

(۲۳) کسی جماعت کے شخص واحد کا کسی بات سے اختلاف کرنا یا اپنی ذاتی رائے پیش کرنا مسموع نہ ہوگا۔

(۲۴) اگر دوران مناظرہ کسی فریق کے مناظر نے اپنے فریق کی کسی بات پر تحریر طلب کی تو اس کے حریف کو دینا لازم ہوگا۔

(۲۵) مناظرہ زبانی ہوگا جسے دونوں فریق ٹیپ کرلیں گے اور بعد مناظرہ مشترکہ خرچ سے دونوں کیسٹ سے صحیح صحیح بلا کم و کاست واز دیاد نقل کرکے روداد مناظرہ شائع کریں گے۔

(۲۶) ہر مناظر کو پندرہ پندرہ منٹ تک تقریر کرنے کا حق ہوگا لیکن اگر کبھی کوئی بات تشنہ رہ جائے اور کوئی مناظر کچھ زیادہ بولنا چاہے تو حریف کے صدر سے اجازت حاصل کرنے کے بعد زیادہ سے زیادہ دس منٹ مزید بول سکتا ہے۔(کنزالایمان کا شارح بخاری نمبر، ص:۱۶۰،۱۵۹،۱۵۸)

دوم: شرائط مناظرہ پاکستان جو علمائے اہل سنت اور دیوبندیوں کے مابین طے کیے گئے۔(اس مناظرے کا موضوع "بشریت مصطفی ﷺ" تھا) یہاں درج کیے جاتے ہیں:

☆ دلائل میں سب سے پہلے (۱) قرآن (۲) پھر صحیح احادیث (۳) پھر فقہ حنفی سے پیش کیے جائیں گے۔

☆ کوئی فریق دوران مناظرہ موضوع سے نہیں ہٹے گا۔ موضوع سے خروج شکست تصور کی جائے گی۔

☆ ہر مناظر کی پہلی تقریر پندرہ منٹ اور اس کے بعد دس منٹ ہوگی۔

☆ گالی گلوج اور ہر قسم کے نازیبا الفاظ سے گریز کریں گے ورنہ اس مناظر کی شکست تصور کی جائے گی۔

☆ کوئی مناظر دوران مناظرہ مد مقابل سے اس کی کہی ہوئی بات لکھوانا چاہے تو لکھوا سکتا ہے۔

☆ دونوں طرف کے مناظرین میں سے اگر کوئی وقت مقررہ سے ایک گھنٹہ تک نہ آئے تو شکست تصور کی جائے گی۔

☆ مناظرہ سے دو گھنٹہ پہلے یہ تحریری بتانا ہوگا کہ ہمارے مناظر، صدر مناظرہ اور معاون یہ ہوں گے۔

☆دونوں طرف سے دو دو مل کر چار آدمی جگہ کا تعین کریں گے۔(ملخصًا مناظرۂ اہل سنت، ص:۲۳۱۔۲۳۳)

مناظرہ میں کتنے افراد ہوں؟: یوں تو مناظرہ کے اسٹیج پر صرف انہیں دو کا ہونا کافی ہے جو ایک دوسرے سے بحث کر کے اپنے نظریے کو صحیح ثابت کرنے کی جد و جہد کرے لیکن مناظرہ کو نظم و نسق اور اہتمام کے ساتھ چلانے، بوقت مناظرہ مناظر کی قیمتی رائے اور پر لطف نکتہ کی طرف رہنمائی کرنے اور اس کا تعاون و امداد کرنے اور ضیاع وقت سے اسے بچانے کے لیے صدر اور معاون کا بھی مناظرہ کے اسٹیج پر ہونا نہایت اہمیت کا حامل ہے۔ یہ باتیں صرف زبانی نہیں ہیں بلکہ واقعی ہیں جیسا کہ ذیل کی تفصیل سے یہ حقیقت واضح اور ثابت ہو جاتی ہے۔

صدر مناظرہ: مناظرہ کے نظم و ضبط کو برقرار رکھنے، شرائط مناظرہ کے مطابق مناظرہ جاری رکھنے اور پر سکون ماحول میں مناظرہ ہونے کا ذمہ دار ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں بسا اوقات صدر اپنے مناظر کو اہم اور نازک وقت میں ایسا قیمتی نکتہ بتاتا ہے جو حریف و مخالف کے حواس باختہ کرنے اور ہوش ٹھکانے لگانے کے لیے کافی ہوتا ہے۔ چناں چہ "بولیا، راجستھان" کے مناظرے میں مولوی ارشاد احمد مبلغ دیوبند نے مناظر اہل سنت علامہ ارشد القادری علیہ الرحمۃ پر حملہ کرتے ہوئے کہا کہ آپ ارشد ہیں اور میں ارشاد آپ کا مصدر۔ آپ اپنے مصدر کو بھی نہیں جانتے۔ اس موقع پر علامہ علیہ الرحمہ کی علمی گرفت یقیناً اسے مبہوت و مرعوب کرنے کے لیے کافی ہوتی لیکن یہ گرفت "خون کا بدلہ خون" کی مصداق نہ ہوتی۔ کیوں کہ مولوی ارشاد جس تمسخرانہ انداز میں حملہ آور ہوا تھا اس کا تقاضا تھا کہ اس کے تمسخر کا جواب اسی انداز میں دیا جائے اس لیے بر وقت حضور مجاہد ملت علیہ الرحمۃ نے جس شاندار نکتہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے علامہ صاحب کی رہنمائی فرمائی اس کے بارے میں شارح بخاری علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: "مجاہد ملت (علیہ الرحمہ) نے، جس تمسخر کے انداز میں اس مسخرے نے یہ بات کہی تھی اس کے ترکی بہ ترکی جواب کی تلقین فرمائی: کہ دو" آپ مصدر ہیں ہم آپ کو خوب جانتے ہیں" المصدر کالمخنث لایذکر ولا یؤنث" مصدر ہجڑے کی طرح ہے نہ مذکر نہ مؤنث"۔(تبلیغ سیرت کا مجاہد ملت نمبر، ص:۱۵۶)

اس جواب کے فوراً بعد موقع کی مناسبت سے علامہ صاحب نے بھرے مجمع میں یہ شعر پڑھا۔

مِرے حضرت مخنث ہیں نہ ہیوں میں نہ شیوں میں — مذکر کے لیے "ہی" ہے مؤنث کے لیے "شی" ہے

اس شعر کے سنتے ہی سارا مجمع زعفران زار ہو گیا۔ ہاں اگر کسی کا سرنگوں ہوا تو وہ مولوی ارشاد اور دیوبندیوں کے عوام کے سرنگوں ہوئے۔

معاون مناظر: معاون مناظر، نام ہی سے واضح ہے کہ وہ اپنے مناظر کا ہر ممکن تعاون کرتا ہے۔ کبھی حسب موقع اپنی ایسی رائے پیش کر کے یا اپنے فن کا مظاہرہ کر کے جس سے بسا اوقات مناظرہ کا ماحول ہی بدل جاتا ہے اور کبھی مناظر کی طرف سے دلیل میں پیش کی گئی عبارت کے حوالہ جات کی تلاش و جستجو کر کے، جس سے نہ صرف مناظر کا وقت بچتا ہے بلکہ مناظر کو اپنے حریف کی ہر حرکت، ہر چال اور فریب پر کڑی نظر رکھنے کا بھرپور موقع فراہم ہوتا ہے۔ اس کی نظیر دیکھنی ہو تو بہن گاؤں میں ایک ہفتہ تک ہونے والے تاریخ ساز مناظرہ کی روداد پڑھیں۔ اس میں جب دیوبندیوں کے تمام ہتھکنڈے اور چال بازیاں ناکام ہو گئیں اور وہ اپنی ناکامیوں سے تنگ اور پریشان ہو گئے تو بازاری اور نازیبا زبان اور سوقیانہ لب و لہجہ پر اتر آئے۔ آگے کیا ہوا علامہ مشتاق نظامی علیہ الرحمہ کے قلم سے ملاحظہ فرمائیں وہ لکھتے ہیں: "جواب سے تنگ آکر دیوبندیوں نے گالی لکھنا شروع کر دیا۔ بجائے سنجیدہ جواب کے سو سے زائد اشعار پر مشتمل ایک نظم بھیجی جو گالیوں سے بھری ہوئی تھی۔ اتفاق سے خطیب شہیر مولانا نسیم بستوی نظر آ گئے۔ میں نے کہا عزیز گرامی اب اس وقت آپ کا امتحان ہے۔ فرمایا کیا حکم؟ میں نے کہا اس نظم کا جواب نظم میں دینا ہے لیکن نہ تو دیر ہو اور نہ ہی گندہ اور پھوہڑ الفاظ ہوں۔ کچھ نہ پوچھئے، اس مناظرہ میں اپنی جماعت کے ایک سے ایک فن کار آئے تھے۔ محض تیس منٹ میں مولانا نسیم بستوی نے نظم مکمل کر لی۔ اسٹیج پر جس وقت پڑھی گئی معلوم ہوتا تھا کہ مشاعرہ ہو رہا ہے"۔ (قہر آسمانی، ص: ۲۵۱)

درج بالا اقتباس سے دوران مناظرہ معاون مناظر کی خدمت اور اس کی موجودگی کے فائدے کا اندازہ کیا جا سکتا ہے اور ساتھ ہی اس حقیقت کے اعتراف میں پس و پیش کی گنجائش نہیں رہ جاتی کہ مناظرہ میں معاون مناظر کا بھی اہم کردار ہوتا ہے۔

مناظرہ میں صدر اور معاون کی خدمات کا بطور مثال صرف ایک ایک واقعہ پیش کیا گیا ہے ورنہ تو اس کی بہت سی مثالیں موجود ہیں۔ اب رد و مناظرہ جیسے اہم میدان میں مناظر، صدر اور معاون تینوں حیثیتوں سے فرزندان اشرفیہ کے ان عظیم کارنامے اور آب زر سے لکھے جانے والے خدمات کا آئندہ ابواب میں جائزہ پیش کیا جا رہا ہے۔

باب دوم
مناظر
فرزندان اشرفیہ
اس باب میں ان فرزندان اشرفیہ اور ان کے مناظروں
کا مختصر تذکرہ ہے، جنہوں نے بحیثیت مناظر احقاق حق و ابطال باطل
کے کارنامے انجام دیے۔ امید ہے کہ اس باب کی سیر میں آپ کو کچھ
نئے مَناظر دیکھنے کو ملیں گے۔

﴿رئیس القلم علامہ ارشد القادری علیہ الرحمہ﴾

ولادت: آپ کا اسم گرامی "عبدالرشید" ہے لیکن دنیاے سنیت میں "ارشدالقادری" کے نام سے اور "قائد اہل سنت" کے لقب سے متعارف ہیں۔ آپ کی ولادت مشرقی یوپی ضلع بلیا کے "سید پورہ" نامی گاؤں میں ۵/مارچ ۱۹۲۵ء کو ہوئی۔

تحصیل علم اور تدریسی خدمات: ابتدائی تعلیم گھر پر جد امجد اور والد ماجد سے پائی پھر دارالعلوم اشرفیہ مصباح العلوم مبارک پور کا رخ کیا اور یہاں حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ کی خصوصی تربیت میں آٹھ سال تک حصول علم کیا اور ۱۳۶۵ھ مطابق ۱۹۴۶ء کو سند فضیلت سے نوازے گئے۔ بعد فراغت جامعہ شمس العلوم ناگپور اور مدرسہ فیض العلوم جمشید پور میں آپ نے تدریسی خدمات انجام دیں اور تقریباً ڈیڑھ ہزار علما و فضلا کو علم دین سے آراستہ کرکے میدان عمل میں اتارا جن میں فقیہ ملت مفتی جلال الدین امجدی علیہ الرحمہ کا نام نامی آب زر سے لکھنے کے قابل ہے۔

بیعت و خلافت: آپ کو شرف بیعت خلیفۂ اعلیٰ حضرت حضور صدرالشریعہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ سے حاصل تھا جب کہ اجازت و خلافت قطب مدینہ حضرت ضیاءالدین مدنی اور سرکار پٹنہ حضرت شاہ فدا حسین علیہما الرحمہ نے عطا فرمائی۔

صحافت: صحافت کی دنیا میں آپ کی ذات ایک اہم مقام رکھتی ہے۔ آپ نے چار رسالے جاری فرمائے دو کلکتہ سے "جام کوثر" اور "جام نور" کے نام سے اور دو پٹنہ سے "شان ملت" اور "رفاقت" کے نام سے۔ جام نور ماہانہ تھا باقی پندرہ روزہ۔

تصنیف: آپ کی پوری زندگی اگرچہ ملکی اور غیر ملکی تبلیغی اسفار اور تعلیمی و تنظیمی کاموں کے لیے وقف رہی لیکن رب تعالی نے آپ کو قلم کا دھنی بنایا تھا جس کی وجہ سے اتنی مصروفیت کے باوجود آپ کے سیال قلم سے تقریباً پچاس کتابیں معرض وجود میں آئیں۔ ان میں سے چند کے نام یہ ہیں: (۱) زلزلہ (۲) زیر و زبر (جس نے دنیاے باطل میں زلزلہ برپا کرکے اسے زیر و زبر کر دیا) (۳) تبلیغی جماعت (۴) جماعت اسلامی (۵) لالہ زار (۶) تعزیرات قلم (۷) جلوۂ حق (۸)

نقش کربلا (۹) امام احمد رضا کی مکتوب نگاری (۱۰) دعوت انصاف (۱۱) تفسیر سورۂ فاتحہ (۱۲) مطالعۂ دیوبندیت (۱۳) سرکار کا جسم بے سایہ (۱۴) حدیث، فقہ اور اجتہاد کی شرعی حیثیت (۱۵) بزبان حکایت وغیرہ۔

وصال: ۲۹/ اپریل ۲۰۰۲ء کو دہلی میں شام ۴/ بج کر ۳۵ منٹ پر آپ نے وصال فرمایا۔

﴿مناظرے﴾

آپ نے مناظرہ کس سے سیکھا؟: تمام مناظر فرزندان اشرفیہ میں سب سے زیادہ مناظرے آپ نے ہی کیے۔ آپ نے مناظرہ کا فن کس سے سیکھا؟ اس کے بارے میں مولانا مبارک حسین مصباحی لکھتے ہیں: "حضرت علامہ ارشد القادری فرماتے تھے کہ میں نے حضور حافظ ملت کی تصنیف "العذاب الشدید" سے فن مناظرہ سیکھا"۔ (شہر خموشاں کے چراغ، ص: ۲۷۸)

نیز پندرہ روزہ نوائے حبیب کلکتہ میں علامہ ارشد القادری علیہ الرحمہ کا قول اس طرح مذکور ہے: "یہ بالکل امر واقع ہے کہ مناظرہ کے اصول و رموز، بحث و استدلال کے ضابطے اور گفتگو کے قواعد و آداب کا جو بھی سرمایہ میرے پاس ہے وہ حضور مجاہد ملت کا عطا کردہ ہے"۔ (ایضا، ص: ۲۷۹)

گویا آپ نے فن مناظرہ، اس کے اسرار و رموز اور قواعد و ضوابط حضور مجاہد ملت اور حضور حافظ ملت کی بابرکت ذات سے سیکھے۔

﴿مناظرہ جمشید پور﴾

سبب مناظرہ: اگست ۱۹۵۴ء کو امام جامع مسجد ساکچی اور صدیق علی کی نام نہاد کمیٹی کے خلاف علمائے اہل سنت کا آئینی طور پر فیصلہ کن الیکشن ہوا مگر بد باطن اور ہنگامہ پسند اپنی شرارت سے باز نہ آئے۔ بالآخر دیوبندیوں کے چیلنج مناظرہ پر ۱۹/ ستمبر ۱۹۵۴ء کو عید گاہ دھتکی ڈیہہ میں "مولوی اشرف علی تھانوی کی کتاب "حفظ الایمان" کی کفریہ عبارت" پر مناظرہ طے ہوا۔

صدر اور مناظر: صدر مناظرہ حضور مجاہد ملت علیہ الرحمہ اور مناظر علامہ ارشد القادری علیہ الرحمہ تھے جب کہ دیوبندیوں کی طرف سے صدر مولوی اسماعیل کٹکی اور مناظر مولوی عبد اللطیف مئوی تھے۔

مناظرہ کی سرگزشت: مناظرہ دو دنوں تک چلا دوسرے دن حفظ الایمان کی عبارت میں لفظ "ایسا" کے بارے میں بحث ہوئی کہ اس لفظ کے ذریعہ علم پاک رسول ﷺ کو رذائل سے تشبیہ دی گئی ہے یا نہیں اور یہ لفظ موجب اہانت ہے یا نہیں ؟۔ دوران بحث دیوبندی مناظر کو اقرار کرنا پڑا کہ اس عبارت میں رذائل سے تشبیہ دی گئی ہے اور یہ عبارت موجب اہانت ہے۔
نتیجہ: اس اقرار کے بعد سارے مجمع پر ظاہر ہو گیا کہ حفظ الایمان کی عبارت کفری ہے اور اس کے حامی اقراری طور پر اہانت رسول کے مرتکب اور خارج از اسلام ہیں۔ بس اتنا اعلان ہونا تھا کہ دیوبندی مناظر اسٹیج خالی کرکے بھاگ کھڑے ہوئے اور اہل سنت نے فتح مبین کا نعرہ لگادیا۔

﴿مناظرہ چھپرہ، بہار﴾

سبب مناظرہ: سلام وقیام اگرچہ کوئی ایسا عمل نہیں جس کے منکر و تارک پر کفر و شرک کا حکم لگایا جائے اور نہ یہ اہل سنت اور دیابنہ ووہابیہ کے مابین اختلاف کی اصل بنیاد ہے لیکن دیوبندیوں اور وہابیوں کے قلوب واذہان میں تعظیم و توقیر نبی ﷺ کا ہر پہلو ترک کرنے اور اس کے خلاف زور صرف کرنے کا جذبہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہے۔ اس حیثیت سے سلام وقیام کی اہمیت اور بڑھ جاتی ہے۔ ایسا ہی واقعہ بھٹوا بازار ضلع چھپرہ، بہار میں پیش آیا جب مولوی عبدالسلام دیوبندی لکھنوی نے یہاں آکر اپنی تقریر میں سلام وقیام کی مذمت کرتے ہوئے اسے ناجائز و حرام قرار دیا اور یہی اس مناظرہ کا سبب بنا اور موضوع مناظرہ "سلام وقیام" متعیّن ہوا۔
صدر اور مناظر: اہل سنت کی طرف سے صدر سلطان المتکلّمین مفتی رفاقت حسین علیہ الرحمہ اور مناظر علامہ ارشد القادری علیہ الرحمہ منتخب ہوئے اور دیوبندیوں کی طرف سے صدر مولوی نور محمّد ٹانڈوی اور مناظر مولوی عبدالسلام لکھنوی کا انتخاب کیا گیا۔
کچھ بحث و مباحثہ کے بارے میں: اس مناظرہ کا نتیجہ صرف ایک روز میں نکل گیا اور دیوبندیوں کو شکست فاش کا سامنا کرنا پڑا۔ اس مناظرہ کے آغاز ہی میں علامہ صاحب نے ایسا سوال کیا کہ فریق مخالف کو نہ "ہاں" کہتے بنتا اور نہ "نا" کہتے بنتا۔ اس کی اجمالی روداد علامہ صاحب یوں بیان کرتے ہیں: "جب مناظرہ شروع ہوا تو اس موضوع پر بحث کے آغاز سے پہلے میں نے

ان سے سوال کیا کہ سلام وقیام کے بارے میں آپ کا جماعتی عقیدہ کیا ہے، آپ اس کو حرام سمجھتے ہیں یا جائز سمجھتے ہیں؟۔ سوال کے تیور سے انہوں نے سمجھ لیا کہ اگر میں حرام کہتا ہوں تو یہ بحث مجھے مخمصے میں ڈال دے گی۔ اس لیے انہوں نے جواب سے جان چھڑانے کے لیے الٹے مجھ سے سوال کر دیا کہ آپ بتائیے کہ آپ سلام وقیام کو کیا سمجھتے ہیں؟۔ میں نے کہا میرے سوال کے بعد آپ کی حیثیت صرف مجیب کی ہے۔ آپ جواب دے سکتے ہوں تو دیجیے ورنہ صاف صاف کہہ دیجیے کہ میں جواب نہیں دے سکتا"۔ (سوغات رضا ۲۰۰۴ء، ص: ۳۴)

لیکن دیوبندی مناظر علامہ صاحب کا جواب دینے کے بجائے ہر بار الٹے سوال کرتا رہا۔ اس صورت حال کو دیکھ کر مجمع سے رہا نہ گیا تو بہت سے لوگ کھڑے ہو کر کہنے لگے کہ آج سے تین مہینے پہلے آپ ہی یہاں جلسہ میں گلا پھاڑ پھاڑ کر چیختے رہے کہ سلام وقیام حرام ہے۔ لیکن جب آج سامنے شیر آیا ہے تو وہی بات اس کے سامنے کیوں نہیں دہراتے۔

نتیجہ: اس مناظرے کا نتیجہ کس کے حق میں رہا۔ علامہ ارشد القادری فرماتے ہیں: "عوام کے اس رد عمل کے نتیجہ میں دیوبندی جماعت کی بڑی سبکی ہوئی اور اپنے مناظر کو اسٹیج سے اٹھا کر لے گئے کیوں کہ عوام کا شور و شغب اتنا بے قابو ہو گیا کہ اس کے سوا اور کوئی چارہ نہ تھا۔ اس کے بعد اہل سنت نے فتح کا جلوس نکالا اور پورا علاقہ تکبیر و رسالت کے نعرہ سے گونج اٹھا"۔ (ایضا، ص: ۳۴)

﴿مناظرہ امراؤتی، مہاراشٹر﴾

موضوع مناظرہ: (اس مناظرہ کا سبب معلوم نہ ہو سکا) اس مناظرہ کا موضوع "تبلیغی جماعت" تھا۔ مناظرے کی خاص بات یہ ہے کہ اس کا کنٹرولر اور نگراں مقامی ڈی ایس پی تھا اور وقت صرف تین گھنٹے مقرر ہوئے تھے۔

مناظر: نیر ضلع امراؤتی (مہاراشٹر) کے ایک قلعہ میں رات کو ہونے والے اس مناظرے میں اہل سنت کے مناظر علامہ ارشد القادری اور دیوبندیوں کے مناظر مولوی ارشاد دیوبندی مقرر کیے گئے۔

مباحثہ کی کچھ باتیں: مناظرہ کی افتتاحی تقریر میں علامہ صاحب نے اپنے مقابل مولوی ارشاد کو مخاطب کر کے مولوی منظور سنبھلی کی "ملفوظات مولوی الیاس" کے حوالے سے دعوی کیا کہ تبلیغی جماعت کا وجود قرآن وحدیث کی تبلیغ واشاعت کے لیے عمل میں نہیں آیا بلکہ عوام میں دیوبند کے

حکیم الامت تھانوی صاحب کی تعلیمات کی تشہیر اس کا مقصد ہے۔ اس لیے اہل سنت کے جو علما، تھانوی صاحب کی تعلیمات کو خلاف قرآن و سنت جانتے اور مانتے ہیں انہیں یہ حق ہے کہ خود بھی تبلیغی جماعت کا بائیکاٹ کریں اور عوام اہل سنت کو اس سے الگ رہنے کی تاکید کریں۔

اس الزام کے بعد مولوی ارشاد نے جو کچھ کہا اس پر علامہ صاحب کی طرف سے اتنی شدید گرفت ہوئی اور تعلیمات تھانوی کا ایسا آپریشن ہوا کہ ساری حقیقت کھل کر سامنے آگئی اور اس کے بعد کنٹرولر صاحب نے جو فیصلہ سنایا اسے علامہ صاحب بیان کرتے ہوئے رقم طراز ہیں اور یہی مناظرے کا نتیجہ رہا: "دونوں طرف کی گفتگو سننے کے بعد میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ تبلیغی جماعت سے سنی بریلوی علما کی علاحدگی مضبوط بنیادوں پر ہے اور انہیں قطعًا حق پہنچتا ہے کہ خود بھی تبلیغی جماعت سے علاحدہ رہیں اور اپنے عوام کو بھی علاحدہ رہنے کی تلقین فرمائیں۔ اس کے بعد انہوں نے مناظرے کے اختتام کا اعلان کر دیا۔ جاتے ہوئے جب میری ملاقات ان سے ہوئی تو انہوں نے گرم جوشی کے ساتھ کہا کہ آپ نے اپنی جماعت کی وکالت کا حق ادا کر دیا"۔ (ایضا، ص:۳۶)

﴿مناظرہ بولیا، راجستھان﴾

موضوع مناظرہ: بولیا، مندر، راجستھان کا یہ مناظرہ ۲۵؍ اکتوبر ۱۹۶۶ء کو "حفظ الایمان کی کفری عبارت" پر ہوا۔ حضور مجاہد ملت نے صدارت اور علامہ صاحب نے مناظر کے فرائض انجام دیے اور دیوبندیوں کی طرف سے مولوی نور محمدؐ ٹانڈوی صدر اور مولوی ارشاد مبلغ دیوبند نے مناظر کی حیثیت سے اپنی جماعت کی نمائندگی کی۔

ایک دلچسپ لطیفہ: اس مناظرہ میں مولوی ارشاد نے لاف زنی کرتے ہوئے کہا کہ میں ارشاد ہوں مجھ سے مناظرہ کرنا آسان نہیں۔ اس پر علامہ صاحب نے الزامی جواب دیتے ہوئے کہا کہ میں ارشد ہوں، اظہار فضیلت کے لیے مجھ سے بڑا کوئی لفظ ہی فن صرف میں نہیں ہے۔ پھر مولوی ارشاد نے پلٹ وار کیا کہ میں مصدر ہوں، میں نہ ہوتا تو آپ کا نام ہی وجود میں نہ آتا۔ اس پر علامہ صاحب نے جو پر لطف جواب دیا اسے آپ کا قلم یوں رقم طراز ہے: "مصدر کے بارے میں صرفیوں کا یہ قول شاید آپ کو یاد نہیں رہا کہ "المصدر کالمخنث لا یذکر ولا یؤنث"

اس کے بعد میں نے کہا کہ موقع کی مناسبت سے ایک شعر آپ کی نذر کرتا ہوں۔ اس میں بعض الفاظ انگریزی کے ہیں (واضح رہے کہ انگریزی واحد مذکر غائب کی ضمیر "ہی"(HE) اور مؤنث کی ضمیر "شی"(SHE) ہے) اب سنیے:

مذکر کے لیے "ہی" ہے مؤنث کے لیے "شی" ہے میرے حضرت مخنث ہیں نہ ہیوں میں نہ شیوں میں

اس شعر پر ڈی ایم صاحب (جو اس مناظرہ میں بذات خود شریک تھے اور اردو شعر و شاعری سے دلچسپی رکھتے تھے) کھلکھلا کر ہنس پڑے اور سارا مجمع باغ و بہار بن گیا لیکن مولوی ارشاد پر ایسی خجالت طاری ہوئی کہ اس کا اثر اخیر تک باقی رہا"۔ (ایضا، ص:۳۸،۳۷)

بحث و مباحثہ کی جھلکی: اصل موضوع پر جب بحث شروع ہوئی تو مولوی ارشاد دیوبندی نے کہنا شروع کیا کہ آپ کے اعلیٰ حضرت نے زبردستی حفظ الایمان کی عبارت کو کفری قرار دیا ہے ورنہ تو اس کی عبارت بالکل صاف اور بے غبار ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مفتیان حرمین نے اسے صحیح کہا۔ اس کے بعد علامہ صاحب کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ اگر حفظ الایمان کی اصل عبارت بے غبار تھی تو آپ کے اکابر نے عیاری کیوں کی، علمائے حرمین کے سامنے اسے بدل کر کیوں پیش کیا؟ اس عیاری سے اچھی طرح واضح ہو جاتا ہے کہ آپ کے اکابر کو یقین تھا کہ اگر حفظ الایمان کی اصل عبارت ان کے سامنے پیش کر دی گئی تو ہمارا کفر سب پر عیاں ہو جائے گا۔

فیصلہ: اس کا فیصلہ بھی اہل سنت کے حق میں ہوا کیوں کہ علامہ صاحب کی تقریر کے بعد وقت ختم ہو گیا اور پھر آئندہ صبح علمائے اہل سنت اسٹیج پر آئے تو دیوبندی اسٹیج خالی پایا۔ کافی دیر تک ان کے نہ آنے پر اہل سنت نے جشن فتح منایا۔

﴿مناظرہ جھریا ضلع دھنباد﴾

سبب مناظرہ: جھریا کول فیلڈ کے علاقہ بیڑہ نعمت پور میں ۳۱؍ دسمبر ۱۹۷۷ء کو مولوی ارشاد مبلغ دیوبند، مولوی نور محمد ٹانڈوی، مولوی عارف سنبھلی مدرس ندوۃ العلما اور مولوی ضیاء اللہ مبلغ امارت شرعیہ بہار نے اہل سنت کے خلاف بڑی اشتعال انگیز تقریریں کیں اور متعدد جلسوں میں علمائے اہل سنت کو دعوت مناظرہ دی جس سے ماحول حساس اور گرم ہو گیا اور یہی مناظرہ کا پیش

خیمہ ثابت ہوا۔ علامہ ارشد القادری نے ان کا چیلنج قبول کرتے ہوئے جھریا کی چھوٹی مسجد میں بات آگے بڑھائی اور ۲۴، ۲۳، ۲۲ / اپریل ۱۹۷۸ء کی تاریخ اور دن ۹ بجے سے ۱۲ بجے تک کا وقت مقرر ہوا اور امن عامہ کے پیش نظر جھریا کی جامع مسجد کو مقام مناظرہ کے لیے منتخب کیا گیا جب کہ موضوع "اہل سنت کے اکابر کا مسلمان ہونا" متعیّن ہوا۔

صدر اور مناظر: یہاں اہل سنت کے علما نے بحیثیت صدر حضور مجاہد ملت علیہ الرحمہ اور بحیثیت مناظر علامہ ارشد القادری علیہ الرحمہ کو منتخب کیا اور دیوبندیوں کی طرف سے صدر کے لیے مولوی ارشاد اور مناظر کے لیے مولوی طاہر گیاوی کے نام پیش کیے گئے۔

مناظرہ کی کچھ روداد: ابتدائی تقریر علامہ صاحب نے فرمائی جس میں آپ نے ان سے حفظ الایمان کی کفری عبارت کے باوجود تھانوی صاحب کو مسلمان ماننے کی وجہ سے اس عبارت سے کفر اٹھا کر اسے مسلمان ثابت کرنے کا مطالبہ کیا۔ جواب میں طاہر گیاوی نے تھانوی صاحب کا اسلام تو ثابت نہ کیا البتہ اس نے الملفوظ کی عبارت پر کفر کا دعوی کیا اور اکابر اہل سنت کا اسلام ثابت کرنے کا مطالبہ کیا اس کے بعد علامہ صاحب نے مولوی طاہر گیاوی کی جو گرفت فرمائی وہ قابل دید ہے۔ آپ نے فرمایا: "سب سے پہلے آپ اپنی حیثیت پہچانیں کہ آپ اپنی جماعت کے نمائندہ اور وکیل ہونے کی حیثیت سے ہمارے مخاطب ہیں۔ اپنی ذاتی حیثیت میں آپ ہمارے قطعاً مخاطب نہیں اس لیے آپ سب سے پہلے اپنے اکابر کی طرف سے ہمارے خلاف کفر کا فتوی دکھلائیے"۔ (ایضا، ص:۴۰) پھر علامہ صاحب نے کمالات اشرفیہ اور فتاوی دیوبند کے حوالے پیش کیے جس میں تھا کہ "بریلوی ہمارے نزدیک مسلمان ہیں ان کی اقتدا میں نماز ہو جائے گی"۔

مناظر دیوبند کی مکاری: جب علامہ صاحب نے اکابر دیوبند کی طرف سے اکابر اہل سنت کے خلاف کفر کے فتوے کا مطالبہ کیا اور پیہم تقاضے کیے تو مولوی نور محمدؐ ٹانڈوی نے اپنے باکس سے ایک کتاب نکال کر مولوی طاہر گیاوی کو دیا اور آہستہ سے کان میں کچھ کہا اس کے بعد گیاوی صاحب نے بڑے زور دار انداز میں کہا کہ دیکھیے، یہ مرتضی حسن در بھنگوی کی کتاب "قطع الوتین" کے صفحہ نمبر ۱۶ پر مرقوم ہے "مولوی احمد رضا کافر ہیں، دائرۂ اسلام سے خارج ہیں، دشمن رسول ہیں اور لعنت کے مستحق ہیں"۔ لیکن علمائے اہل سنت کو قطعی یقین تھا کہ کتاب میں ایسی عبارت ہرگز نہیں ہو سکتی اس لیے

تصحیح نقل کے لیے کتاب مانگی گئی لیکن دیوبندی مناظر جانتا تھا کہ کتاب میں ایسی عبارت ہے ہی نہیں یہ عبارت تو اس نے خود گڑھ لی ہے اس لیے اس نے کتاب دینے سے انکار کر دیا۔ بہر حال کتاب حاصل کر کے دیکھی گئی تو ظاہر ہوا کہ کتاب میں اس طرح کی کوئی عبارت نہیں ہے بلکہ کتاب میں الگ سے ایک کاغذ تھا جسے گیاوی صاحب پڑھ رہے تھے۔ پھر کیا تھا کچھ جذباتی قسم کے دیوبندی نوجوانوں نے گیاوی صاحب کو مسجد لے جا کر اس قدر ذلیل کیا کہ دہشت سے اس نے پیشاب کر دیا۔

فتح و شکست: اس مناظرہ میں فتح و شکست کس کے مقدر کا حصہ بنی اس کا اندازہ علامہ صاحب کی اس عبارت سے بخوبی کیا جا سکتا ہے: "جب بعد نماز عشا علمائے اہل سنت مسجد میں تشریف لائے تو دیوبندی اسٹیج بالکل خالی تھا۔ جب کئی گھنٹے انتظار کے بعد دیوبندی مناظرین نہیں آئے تو علمائے اہل سنت تکبیر و رسالت اور فتح مبین زندہ باد کے نعروں کی گونج میں ایک بڑے جلوس کے ساتھ ایک میدان میں تشریف لائے اور وہاں ٹھاٹھیں مارتے ہوئے مجمع کو مناظرہ کی پوری روداد سنائی گئی"۔ (ایضا، ص: ۴۲)

﴿مناظرہ کٹک، اڑیسہ﴾

سبب مناظرہ: حضور مجاہد ملت علیہ الرحمہ کی دینی، علمی اور تبلیغی خدمات سے جہاں کٹک میں دین و سنیت کا بول بالا ہوا وہیں وہابیہ و دیابنہ کے بڑھتے قدم رک گئے اور انہیں ہر محاذ پر شکست کا منہ دیکھنا پڑا۔ اپنی شکست خوردگی کا زخم چھپانے کے لیے انہوں نے مناظرہ کا چیلنج دے ڈالا جسے قبول کر لیا گیا اور ۲۲/ محرم ۱۳۹۹ھ مطابق ۲۳/ دسمبر ۱۹۷۸ء کو بارباٹی اسٹیڈیم کٹک میں مناظرہ ہونا قرار پایا۔

صدر اور مناظر: صدر کی حیثیت سے مجاہد ملت علیہ الرحمہ اور مناظر کی حیثیت سے علامہ علیہ الرحمہ نے اہل سنت کی نمائندگی فرمائی جب کہ دیوبندیوں کی نمائندگی بحیثیت صدر مولوی اسماعیل کٹکی نے کی اور بحیثیت مناظر پہلے مرحلے میں مولوی ارشاد احمد، دوسرے مرحلے میں مولوی سراج الساجدین اور تیسرے مرحلے میں مولوی طاہر گیاوی نے شرکت کی۔

سرگزشت مناظرہ: اس مناظرہ میں جہاں دیوبندی کفریات پر جاندار بحثیں ہوئیں وہیں بعض غیر ضروری بحثیں بھی دیوبندی مناظر نے چھیڑ دیں مثلاً دیوبندی مناظر نے لفظ "اعلیٰ حضرت" پر

اعتراض کرتے ہوئے کہاکہ آپ لوگ اللہ کے رسول ﷺ کو صرف "حضرت" کہتے ہیں اور مولانااحمد رضاخان کو"اعلیٰ حضرت" کہتے ہیں گویاآپ نے مولانااحمد رضاکو حضور سے بھی بڑھادیا ہے۔اس جیسے بہت سے بے جااعتراضات کے ایسے دنداں شکن جوابات علامہ ارشد القادری علیہ الرحمہ نے دیے کہ دیوبندی مناظر بالکل بد حواس ہوگیا۔ پھر علامہ صاحب نے الزامی جواب میں ان تمام علمائے دیوبند کے اسمابھی شمار کرائے جن کے نام کے ساتھ یہ لوگ لفظ "اعلیٰ حضرت" چسپاں کرتے ہیں تو اس کا دیوبندیوں کے پاس کوئی جواب ہی نہ تھا وہ سٹ پٹاکر رہ گئے۔(اس کی مختصر روداد "سوانح اعلیٰ حضرت" میں حضرت علامہ نے تحریر کردیاہے جو تقدیم کے طور پر موجود ہے)

نتیجہ: اس مناظرہ کابھی وہی نتیجہ نکلاجو اکثر مناظروں میں نکلتاہے یعنی اہل سنت کو فتح مبین نصیب ہوئی اور دیوبندیوں کو شکست کا مزہ چکھناپڑا۔

﴿مناظرہ برار ضلع ایوت محل﴾

صدر اور مناظر: برار کے مشہور مقام نیر ضلع ایوت محل کے اس مناظرے میں اہل سنت کی جانب سے صدر حضور مجاہد ملت، مناظر علامہ ارشد القادری اور نگراں مفتی غلام محمدّ خان ناگپوری رہے اور دیوبندیوں کی طرف سے مناظر مولوی ارشاد احمد دیوبندی کو منتخب کیاگیا۔

نتیجہ: اس مناظرہ میں کس موضوع پر بحث ہوئی اور کیابحث ہوئی اس کی تفصیل حاصل نہ ہوسکی البتہ نتیجہ کس کے حق میں رہااس کے متعلّق مولاناسید محمدّ حسینی اشرفی ناگپوری لکھتے ہیں:"مناظرے کاآخری نتیجہ وہابیوں کی زبردست ذلت آمیز شکست پر ختم ہوا۔ مولوی ارشاد دیوبندی کی کھلی شکست سے ہزاروں مسلمان وہابیت وتبلیغیت سے بیزار و متنفر ہوئے اور سنیت یعنی مسلک اعلیٰ حضرت سے وابستہ ہوگئے"۔(ایضا،ص:۷۳)

﴿مناظرہ اربڑا ضلع مالدہ، بنگال﴾

سبب مناظرہ: مغربی بنگال کے مختلف اضلاع میں حضرت سید مولانامجتبی اشرف کچھوچھوی علیہ الرحمہ کے دامن کرم سے وابستہ ہونے والوں کاایک بڑاحلقہ ہے۔ ان اضلاع میں سے ضلع مالدہ موضع اربڑاکے کوردہ گاؤں میں ان کے مریدین نے "تکفیر علمائے دیوبند اور میلاد و قیام اور نیاز

وفاتحہ" پر دیوبندیوں سے مناظرہ طے کیا۔اس میں سنی مناظر علامہ ارشد القادری علیہ الرحمہ تھے اور مولوی اختر نامی کوئی غیر معروف شخص دیوبندیوں کا مناظر تھا۔

بحث: علامہ صاحب نے وہاں دیوبندی مناظر کو بالکل بے بس کر کے چھوڑا جس کے سبب وہ وہابیہ کی توہین آمیز عبارت سے کفر نہ اٹھا سکا۔ بالآخر دیوبندی مناظر نے مجبور ہو کر کہا کہ اگر دیوبندیوں کے اکابر نے کوئی غلط بات کہہ دی ہے تو اس کی جواب دہی ہمارے ذمہ نہیں۔اس کے بعد عوام نے مداخلت کر کے "میلاد و قیام" پر بات شروع کروائی لیکن تھوڑی دیر بعد سرکاری حکام نے مناظرہ کینسل کرادیا۔ (ملخصًا بحرالعلوم کی کہانی بحرالعلوم کی زبانی، ص:۹۴)

غالبًا دیوبندیوں کے ایما پر ایسا ہوا جیسا کہ بہت سے مقامات پر ہوا کہ جب یہ لوگ سنی مناظر کا جواب نہیں دے پاتے تو پولس کو پکارتے اور یہ کہتے ہیں کہ مناظرہ بند کرائیے ورنہ فساد ہو جائے گا۔

﴿شارح بخاری مفتی شریف الحق امجدی علیہ الرحمہ﴾

ولادت: حضور شارح بخاری مفتی شریف الحق امجدی علیہ الرحمہ ۱۱ر شعبان ۱۳۴۰ھ مطابق ۱۹۲۱ء کو قصبہ گھوسی ضلع مئو کے ایک دیندار گھرانے میں پیدا ہوئے۔

تعلیم و تربیت: ناظرہ قرآن کریم مقامی مکتبہ میں مکمل کیا۔ حضور صدر الشریعہ کے منجھلے بھائی حکیم احمد علی سے گلستاں و بوستاں پڑھی اور اعلیٰ تعلیم کے لیے حضور صدر الشریعہ کے ہمراہ جامعہ اشرفیہ تشریف لائے۔ آٹھ سال تک بڑی محنت اور لگن کے ساتھ حصول علم کرتے رہے۔ پھر سات آٹھ ماہ مدرسہ اسلامیہ عربیہ میرٹھ میں حضور صدر العلما سید غلام جیلانی علیہ الرحمہ کے زیر سایہ تعلیم حاصل کرنے کے بعد مدرسہ مظہر اسلام مسجد بی بی جی بریلی شریف آئے اور محدث اعظم پاکستان علیہ الرحمہ سے صحاح ستہ حرفاً حرفاً پڑھ کر دورۂ حدیث کی تکمیل کی اور ۱۵ر شعبان ۱۳۶۲ھ مطابق ۱۹۴۳ء کو اکابر علما کی موجودگی میں دستار فضیلت سے سرفراز ہوئے۔

بیعت و خلافت: آپ کو شرف بیعت حضور صدر الشریعہ سے حاصل تھا اور خلافت حضور صدر الشریعہ اور حضور مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما سے حاصل تھی۔

تدریس: آپ نے پینتیس سال تک ہندوستان کے جن مدارس میں تدریسی خدمات انجام دیں ان کے اسما یہ ہیں:

(۱) مدرسہ بحر العلوم، مئو (۲) مدرسہ شمس العلوم، گھوسی (۳) مدرسہ خیر الاسلام، جیلہ پلاموں (۴) مدرسہ سنیہ حنفیہ، مالیگاؤں مہاراشٹر (۵) مدرسہ فضل رحمانیہ، پچپیڑوا گونڈہ (۶) مدرسہ عین العلوم، گیا بہار (۷) جامعہ عربیہ انوار القرآن، بلرامپور گونڈہ (۸) دار العلوم ندائے حق، جلال پور فیض آباد (۹) دار العلوم مظہر اسلام، بریلی شریف (۱۰) جامعہ اشرفیہ، مبارک پور اعظم گڑھ۔

تصنیف: عہد طالب علمی سے آپ کو لکھنے کا شوق تھا، زمانہ طالب علمی کی مشاقی بعد فراغت عوج کمال تک پہونچ گئی۔ یہی سبب ہے کہ آپ کے قلم حق رقم سے مختلف موضوعات پر متعدد کتابیں منظر عام پر آئیں ان میں سے چند کے نام یہ ہیں:

(۱) نزہۃ القاری شرح صحیح البخاری (۹ جلدیں) (۲) فتاوی شارح بخاری (۱۰ جلدیں) (۳) اشک

رواں (۴) السراج الکامل (۵) مقالات امجدی (٦) مقالات شارح بخاری (۳جلدیں) (۷) تحقیقات (۸) اشرف السیر (۹) اثبات ایصال ثواب (۱۰) تنقید برمحل وغیرہ۔

وصال: ٦ر صفر ۱۴۲۱ھ مطابق ۱۱ر مئی ۲۰۰۰ء بروز جمعرات صبح ۵ر بج کر ۴۰ر منٹ پر دار فانی دار سے جاودانی کی طرف کوچ کر گئے۔

﴿مناظرے﴾

آپ نے فرق باطلہ سے ہندوستان کے مختلف مقامات پر احقاق حق اور ابطال باطل کے لیے متعدّد مناظرے کیے جن کی مختصر تفصیل درج ذیل ہے۔

﴿مناظرہ بریلی﴾

پس منظر: محلہ بہاری پور بریلی شریف میں ایک قادیانی حضرت عیسی اور سیدہ مریم علیہا السلام کے بارے میں اپنی بدعقیدگی کی تبلیغ کرتا تھا۔ایک مرتبہ حضرت عیسی علیہ السلام کی حیات وممات پر گفتگو کر رہا تھا لوگ پریشان ہوکر اسے شارح بخاری کے پاس لے آئے جو اس وقت مدرسہ مظہراسلام میں زیر تعلیم تھے۔ حضرت نے اسے چند منٹ میں مبہوت کر دیا لیکن وہ اپنی فتنہ انگیزی سے باز نہ آیا اور چند دنوں بعد آکر تیور میں کہنے لگا کہ میں عربی سے ناآشنا ہوں اس لیے دلائل کی روشنی میں آپ سے بحث کرنے سے قاصر ہوں۔ پرسوں رامپور سے ہمارے ایک عالم آ رہے ہیں ان سے اس مسئلہ پر گفتگو کرلیں۔ شارح بخاری نے اس کی بات بسروچشم قبول کرلی۔

مباحثہ: قادیانی مولوی کی آمد کی اطلاع شارح بخاری علیہ الرحمہ کو ملی تو آپ فوراً اس کے پاس آئے۔ قادیانی مولوی نے شارح بخاری کے آتے ہی حضرت عیسی علیہ السلام کی حیات وممات کے موضوع پر تقریر شروع کر دی اسی وقت آپ نے فرمایا کہ حضرت عیسی علیہ السلام کی حیات و ممات سے زیادہ اہم مسئلہ مرزاغلام احمد قادیانی کے کفرواسلام کا ہے۔اس لیے پہلے اس موضوع پر گفتگو ہوگی مولوی صاحب کسی طرح آمادہ ہوگئے۔آپ نے فرمایا کہ مرزاغلام احمد قادیانی کافر ہے کیوں کہ اس نے توہین نبی کی ہے۔ مولوی صاحب نے اسے افترا قرار دیا۔اس کی اس بات پر آپ نے اپنے دعوی کی دلیل پیش کرتے ہوئے مرزاصاحب کی کتاب "کشتی نوح" میں درج شعر:

"ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو　　اس سے بہتر غلام احمد ہے"

دکھاکر اس میں دو کفر کی نشاندہی فرمائی۔ قادیانی صاحب نے شعر کی جو تاویل کی اور اس پر آپ نے جو گرفت فرمائی اس کے بارے میں ڈاکٹر ساحل سہسرامی لکھتے ہیں:

"**قادیانی:** اس شعر میں تحقیر نہیں ہے۔ حضرت عیسی علیہ السلام کا دین منسوخ ہو چکا ہے، ان کے ذکر سے کیا فائدہ؟ آج امت کی ہدایت کے لیے ان کی تعلیمات کی کیا ضرورت؟ امت کی اصلاح کے لیے رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات کی حاجت ہے جس کو اس زمانے میں حضرت مرزا صاحب بخیر و خوبی پھیلا رہے ہیں اس لیے یہ بہتر ہوئے۔

حضرت: پھر قرآن مجید میں جو عیسی علیہ السلام کا تذکرہ ہے اور احادیث میں ذکر ہے، یہ سب بلا ضرورت اور لغو ہے؟ کیا آپ کا یہ ایمان ہے کہ قرآن مجید میں غیر ضروری اور لغو باتیں ہیں؟ اگر ایسا ہے تو یہ خود کفر ہے"۔(شارح بخاری نمبر، ص:۱۶۵)

رزلٹ: مولوی قادیانی کی تاویل پر شارح بخاری کی اس گرفت اور پے در پے سوالات کا کوئی جواب اس سے نہ بن پڑا اور اس کی حالت دگرگوں ہونے لگی۔ ممکن تھا کہ قادیانی صاحب اپنی شکست تسلیم کر لیں لیکن قادیانی مولوی کے معتقد (جس کے گھر میں یہ مناظرہ ہو رہا تھا) نے جب اپنے مولوی کی حالت بے بس دیکھی تو اسی وقت دخل انداز ہوا اور مناظرہ ختم کرنے کی درخواست کی اور حضرت سے بھی چلے جانے کو کہا۔ اس طرح یہ مناظرہ بظاہر بغیر نتیجہ کے اختتام پذیر ہوا۔

﴿مناظرہ گیا﴾

پس منظر: گیا بہار کے مقام گیوال بیگھہ کی جامع مسجد میں ایک دیوبندی فاضل نے اپنی تقریر میں میلاد و قیام اور نیاز و فاتحہ کو حرام و بدعت اور اس کے کرنے والے کو بدعتی اور جہنمی کہا۔ اس کے سبب عوام میں چہ می گوئیاں ہونے لگیں اور لوگ اسے روک کر دار العلوم عین العلوم حضرت کے پاس آئے (اس وقت حضرت یہیں تدریسی خدمات انجام دے رہے تھے) اور مسئلہ مذکور پر گفتگو کرنے کی درخواست کی۔ شارح بخاری رضامندی ظاہر کر کے تشریف لے گئے۔

مختصر روداد بحث: بحث کی ابتدا میں دیوبندی فاضل نے اپنے موقف کے ثبوت میں ایک حدیث شریف اس طرح پڑھی "من احدث من امرنا هذا فهو رد"۔ اس پر شارح بخاری نے اس کا محاصرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ تم نے یہودیوں کی طرح تحریف حدیث کی ہے کیوں

کہ پوری حدیث اس طرح ہے "من احدث من امرنا هذا ما ليس منه فهو رد"۔ پھر حضرت نے حدیث پاک کی توضیح و تشریح اور اس کے باطل استدلال کا ابطال فرمایا لیکن گفتگو بڑھتی گئی حتی کہ مسئلہ تکفیر کی بحث چھڑ گئی۔ ابتدا میں فاضل صاحب چیخ چیخ کر بول رہے تھے لیکن جب آپ نے باطل عقائد کی قلعی کھول کر انہیں غلط اور باطل ثابت کیا تو اس کی چیخ بند ہو گئی۔ پھر آپ نے دیوبندی کفریات کی وضاحت بڑے ہی ایمان افروز اور وہابیت سوز انداز میں فرمائی۔ آپ نے فرمایا: "آپ حضرات یہ چاہتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ کی توہین کریں، کفر بکیں اور آپ کو کچھ نہ کہا جائے۔ یہ کبھی نہیں ہو سکتا۔ آپ لوگ ہوں یا کوئی اور۔ حضور اقدس ﷺ کی توہین کریں گے، کفر بکیں گے تو دنیا کے سارے مسلمان آپ کو کافر کہیں گے"۔ (ایضا، ص:١٦٦)

فیصلہ: مناظرہ کا فیصلہ وہی ہوا جو حق و باطل کے مابین مقابلے میں ہوا کرتا ہے یعنی حضرت کی پے درپے گرفت اور دیوبندی مذہب کے عقائد و نظریات کی وضاحت سے وہ صاحب بالکل بے بس اور خاموش ہو گئے۔ اس کے بعد کیا ہوا۔ ڈاکٹر ساحل سہسرامی لکھتے ہیں: "ان کے میزبان نے ان کا نام لے کر کہا کہ چلیے آپ سے کس نے کہا تھا کہ یہاں آکر تقریر کریں اور اختلافی باتیں کریں۔ انہوں نے بھی جانے میں عافیت سمجھی اس لیے چلے گئے اس طرح مناظرہ اختتام کو پہنچا"۔ (ایضا، ص:١٦٦)

﴿مناظرہ لکھیم پور کھیری﴾

پس منظر: اس ناقص مناظرہ کا پس منظر کیا تھا اس سے آگاہی تو نہ ہو سکی البتہ مناظرہ کا چیلنج دیوبندیوں نے ہی دیا تھا جسے وہاں کے سرپنچ سلمان صاحب نے قبول کیا اور حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کی بارگاہ میں مناظر کے لیے حاضر ہوئے۔

مناظر: حضور مفتی اعظم ہند نے محدث مئوی حضرت ثناءاللہ امجدی علیہ الرحمہ کو حکم فرمایا کہ مفتی شریف الحق صاحب کو لے کر چلے جائیں۔ اس طرح سنی مناظر کی حیثیت سے مفتی شریف الحق صاحب تشریف لے گئے۔ دیوبندیوں کی طرف سے امام الخوارج عبدالشکور کاکوروی کے جانشین مولوی عبدالسلام مناظر بنائے گئے۔

ایک فریب: ٢٢/ ذوقعدہ ١٣٧٥ھ مناظرہ کی تاریخ مقرر کی گئی تھی۔ سنی علما ایک روز قبل ہی

لکھیم پور تشریف لے آئے لیکن ان کی آمد سے قبل دیوبندیوں نے مناظرہ روکنے کے لیے لاکھ تدبیریں کیں اور فریب سے کام لیا۔ جیسا کہ ماہنامہ سنی لکھنو لکھتا ہے: "مذکورۃ الصدر علمائے کرام ایک دن قبل ہی لکھیم پور پہونچ گئے۔ - - - - - اس سے پہلے حسب عادت ثانیہ (دیوبندیوں نے) یہ بھی تدبیر کی کہ پولس کمشنر کو اطلاع دے دی کہ یہاں مناظرہ ہونے والا ہے، فساد کا اندیشہ ہے۔ ساتھ ہی مولوی محمدؐ خلیل قرق ایمن اور اس کا چپراسی اور چپراسی کا مولوی بھائی، ہمدرد قوم جناب سلمان خان صاحب سرپنچ کے پاس پہنچے کہ مناظرہ نہ ہو ورنہ فساد ہو جائے گا۔ - - - - - (لیکن پھر) اچانک مغرب سے چند منٹ قبل محمدؐ خلیل اور حسن اللہ، سرپنچ صاحب کے مکان پر پہنچے اور کہا کہ ہاں مناظرہ کا پروگرام کیا ہے۔ سرپنچ صاحب حیرت میں کہ یہ کیا معاملہ ہے۔ آپ لوگوں نے کہا تھا کہ مناظرہ نہ ہوگا۔ اب کیسا پروگرام؟"۔ (ماہنامہ سنی لکھنو ۱۳۷۶ھ، ص:۴۷)

شارح بخاری کو اس کی خبر ہوئی تو ان کے سارے حربوں کو ناکام کرتے ہوئے آپ نے مغرب کے بعد اعلان کر دیا کہ ۹/بجے شب مناظرہ ہوگا۔ اس کے بعد علمائے اہل سنت آدھا گھنٹہ قبل مناظرہ گاہ تشریف لے آئے اور کافی دیر بعد بھی دیوبندی حضرات نہ آئے تو علما نے رات جلسہ میں گزاری اور اس طرح مناظرہ بغیر کسی بحث کے دیوبندیوں کی ذلت و رسوائی پر ختم ہوا۔

﴿مناظرہ ببھن گاؤں، گونڈہ﴾

سبب: اس مناظرہ کا سبب کیا تھا۔ علامہ مشتاق نظامی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں: "بھنگواں کے کسی قریبی گاؤں میں اہل سنت کا جلسہ تھا جس میں مجاہد جلیل مولانا سید مظفر حسین صاحب کچھوچھوی اور سند المدرسین حضرت مولانا بدرالدین رضوی شریک تھے۔ مولانا سید مظفر حسین صاحب کی تقریر میں کسی دیوبندی مولوی نے چیلنج مناظرہ دیا۔ بعد میں مولانا بدرالدین صاحب نے اسے تحریری شکل میں ضابطہ کے تحت لے لیا۔ بات اس حد تک بڑھی کہ فریقین نے حلقہ کے تھانہ میں پہنچ کر داروغہ وغیرہ کے دستخط سے اسے قانونی شکل دے دی اور فریقین کی رضامندی سے ۲۵/جون ۱۹۷۱ء کی تاریخ اور مقام بھنگواں متعیّن ہوگیا اور مولانا تھانوی کی کفری عبارت (جو حفظ الایمان میں ہے) کو موضوع قرار دیا گیا گویا مناظرہ کا سب سے پہلا موضوع یہ تھا کہ

علمائے دیوبند اس کفری عبارت کو پہلے بے غبار ثابت کردیں پھر اس کے بعد علم غیب کا ثبوت علمائے اہل سنت سے متعلّق ہوگا"۔(ماہنامہ پاسبان الہ آباد ۱۹۷۳ء، ص:۵۰،۴۹)

صدر اور مناظر: حق و باطل کے مابین مناظرے کی تاریخ میں شاید یہ مناظرہ اپنی نوعیت کا منفرد مناظرہ ہے۔ کیوں کہ یہ ہفتہ روز تک بغیر کسی وقفہ کے لگاتار چلتا رہا۔ اس لیے ایک فرد کا تنہا مناظرہ کرنا مناسب نہ تھا جس کے سبب اہل سنت کی طرف سے بحیثیت صدر حضور مجاہد ملت اور بحیثیت مناظر پہلے مشاہد ملت منتخب ہوئے۔ اس کے بعد ان کی جگہ صبح سات بجے سے مغرب تک کے لیے علامہ مشتاق احمد نظامی اور مغرب سے صبح سات بجے تک کے لیے مفتی شریف الحق امجدی کا مناظرہ کرنے کے لیے انتخاب کیا گیا جب کہ دیوبندیوں کی طرف سے مولوی ارشاد، صدر دیوبند مفتی محمود، مولوی نور محمدؔ ٹانڈوی اپنے اسٹیج پر تھے۔

کچھ جھلکیاں: اس مناظرہ کو درہم برہم کرنے کے لیے دیوبندیوں نے ہزار کوششیں کیں لیکن ان کی قسمت میں ناکامی کے سوا کچھ نہ آیا اور مناظرہ کے دوران مفتی شریف الحق امجدی علیہ الرحمہ نے جس شاندار انداز میں اہل سنت کی نمائندگی کی، علمی مباحثے کیے دیوبندیوں کے ہر ہتھکنڈے کا محاسبہ کیا اور ان کا ناطقہ بند کرنے میں کوئی کسر باقی نہ رکھی، وہ اپنی مثال آپ ہیں۔ اس مناظرہ کی جھلکیوں پر مشتمل ایک کتاب "قہر آسمانی" موجود ہے۔ اس لیے تفصیل سے قلم انداز کیا جارہا ہے۔ تفصیل کے خواہاں حضرات کتاب مذکور کا مطالعہ کریں۔ البتہ ان دو افراد کی ایثار و قربانی کا ایک منظر پیش کیا جارہا ہے جو خود بھی قابل رشک ہوئے اور ان کی قربانی اہل سنت کے لیے قابل رشک بنی۔ اس منظر کی عکاسی علامہ مشتاق نظامی علیہ الرحمہ یوں فرماتے ہیں: "مولانا صدیق صاحب اور عبدالغفار صاحب چھ روز تک اپنے گھر کی صورت نہیں دیکھ سکے۔ چوں کہ یہی لوگ اپنی طرف کے مناظر تھے (باایں حیثیت کہ جو بھی تحریر اہل سنت کی طرف سے جاتی اس پر ان کے دستخط ہوتے اور یہ دیوبندی مناظرین کی ضد کی وجہ سے ہوا) ہم لوگوں کی ڈیوٹی تو بدل جاتی تھی لیکن تحریر انہیں کے دستخط سے جاتی تھی اس لیے ہر وقت ان دونوں کی حاضری ضروری تھی۔ قدرت کا امتحان بھی عجیب و غریب ہوتا ہے۔ اس وقفہ میں عبدالغفار کی بچی انتقال کرگئی وہ غریب بچی کے میت میں شریک نہ ہوسکا"۔(قہر آسمانی، ص:۲۵۷)

﴿مناظرہ باندوچتر و﴾

پس منظر: باندوچترو ضلع پلاموں کی ایک بستی ہے۔ یہاں چند غریب مفلوک الحال سنی آباد تھے اور اکثریت دیوبندیوں کی تھی۔ کسی طرح وہابیت کا زہریلا نمائندہ مولوی طاہر گیاوی یہاں پہنچ گیا اس کی دل آزار تقریر سے ماحول پراگندہ اور فضا مکدر ہو گئی اور بات اس قدر بڑھی کہ مناظرہ کی نوبت آگئی۔ دن، تاریخ اور وقت مقرر ہوئے اور موضوع "دیوبندی علما کے کفریات" متعیّن ہوا۔

مناظر: مناظر کی طلب میں حضور حافظ ملت کی بارگاہ میں جو لوگ آئے ان کو آپ نے انوارالقرآن بلرامپور مفتی شریف الحق علیہ الرحمہ کے پاس بھیج دیا (اس وقت مفتی صاحب وہاں شیخ الحدیث اور مفتی تھے) اس لیے مفتی صاحب سنی مناظر کی حیثیت سے مناظرہ میں شریک ہوئے اور مولوی نور محمدؔ ٹانڈوی دیوبندی مناظر کی حیثیت سے شریک ہوا۔

کچھ اور باتیں: اس مناظرہ میں شرکت کی غرض سے حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ بھی باندوچترو تشریف لائے لیکن مفتی صاحب کی گزارش پر اسٹیج پر جلوہ افروز نہ ہوئے۔ وقت مقررہ پر مفتی صاحب اور دیگر علمائے اہل سنت اسٹیج پر پہنچ گئے ادھر دیوبندیوں کا اسٹیج خالی تھا، نہ مناظر تھا نہ کوئی دوسرا۔ ساڑھے نو بجے تک جب کوئی دیوبندی مناظر نہ آیا تو جناب صدیق صاحب نے دیوبندی ذمہ دار سے اپنے مناظر کو اسٹیج پر لانے کے لیے اصرار کیا ورنہ حسب قرارداد تمام اخراجات واپس لوٹانے کا مطالبہ کیا۔ اس مطالبہ پر دیوبندی ذمہ دار مولوی نور محمدؔ ٹانڈوی سے کہتا ہے کہ ساڑھے نو بج چکے ہیں اور آپ اب تک اسٹیج پر نہیں پہنچے۔ مولوی نور محمدؔ نے کچھ بہانے کیے لیکن پھر اپنے میزبان کی سخت کلامی سے چار و ناچار مولوی طاہر گیاوی کے ساتھ اسٹیج پر پہنچ گئے۔ ادھر مولانا محمدؔ میاں کامل سہسرامی کی تقریر ہو رہی تھی۔ اسی وقت طاہر گیاوی نے دوسری سمت اپنا رخ کر کے چیخنا چلانا شروع کر دیا جس سے شور و غوغا کا ماحول بن گیا۔ یہ سلسلہ دراز ہوتا دیکھ کر شارح بخاری علیہ الرحمہ نے گرجدار آواز میں للکارا لیکن وہ خاموش نہ ہوا اور چلاتا رہا۔ بالآخر ایک ہندو مکھیا نے دونوں فریق کو سمجھایا۔ اس کے بعد فریقین کے درمیان پندرہ پندرہ منٹ کا وقت متعیّن ہوا۔ پھر آگے کی ذمہ داری شارح بخاری علیہ الرحمہ نے پوری کی، انہیں ناکوں چنے چبوا دیے اور ان کا حال بے حال کر دیا۔

فیصلہ: اس دوروزہ مناظرے میں فیصلہ کس کے حق میں ہوااور علم فتح کس کے ہاتھ آیا۔اس کی تفصیل بیان کرتے ہوئے ڈاکٹر ساحل سہسرامی رقم طراز ہیں:"حضرت شارح بخاری دام ظلہ نے اس میں جس چابک دستی اور مدبرانہ سوجھ بوجھ سے مخالف کو زیر کیااس کا منظر قابل دید وشنید تھا۔اس مناظرہ کا یہ اثر ہوا کہ اختتام مناظرہ کے بعد جب اہل سنت صلاۃ وسلام کے لیے کھڑے ہوئے تو پورا مجمع کھڑا ہو گیا حتی کہ دیوبندیوں کے شامیانے تلے جو لوگ تھے وہ بھی دیوبندیوں سے رخ موڑ کر اہل سنت کے اسٹیج کی جانب رخ کرکے دست بستہ بارگاہ رسالت میں صلاۃ وسلام پیش کر رہے تھے۔ حق کی بارعب اور عظیم الشان فتح کا یہ عجیب منظر قابل دید تھا"۔(شارح بخاری نمبر،ص:۱۷۵)

﴿مناظرہ کچنار ضلع سیتاپور﴾

پس منظر: اس مناظرے کے پس منظر کے سلسلے میں ڈاکٹر ساحل سہسرامی تحریر کرتے ہیں:"شہر سیتاپور کے نواح میں ایک دیوبندی مولوی پہنچااور حسب عادت اس نے مجدد اعظم اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے خلاف بہت کچھ زہر اگلااور معمولات اہل سنت کا بازاری لب ولہجہ میں خوب خوب استہزا کیا جس سے وہاں کی فضا بہت مکدر ہو گئی اور بات مناظرہ تک جا پہنچی۔ وہاں کے کچھ لوگ مبارک پور آئے۔ حضرت شارح بخاری، مولانا محمد عبدالمبین نعمانی صاحب کو ساتھ لے کر تاریخ مقررہ پر سیتاپور پہنچ گئے"۔(ایضا،ص:۱۷۵)

صدر اور مناظر: حضور شارح بخاری نے خود کو مناظر اور حضرت مولانا عبدالمبین نعمانی صاحب کو صدر مقرر فرمایااور دیوبندیوں نے اپنا مناظر مبلغ دیوبند مولوی ارشاد احمد کو بنایا۔

مناظرہ کی جھلکی: موضوع "دیوبندی کی کفری عبارت" متعیّن کیا گیا تھا اس لیے شارح بخاری نے دیوبندیوں کے کافر ہونے کے ثبوت میں حفظ الایمان کی کفری عبارت پیش کی لیکن مخالف اس سے کفر اٹھانے کے بجائے کھڑے ہو کر کہنے لگا کہ مولوی احمد رضا خان صاحب نے فتاویٰ رضویہ جلد اول میں لکھا ہے کہ: اللہ تعالی اونگھ سکتا ہے، سو سکتا ہے، کھا سکتا ہے، پی سکتا ہے وغیرہ وغیرہ۔ شارح بخاری علیہ الرحمہ کو یقین تھا کہ ایسا ہر گز فتاویٰ رضویہ میں نہیں ہے اس لیے آپ نے تصحیح نقل کا مطالبہ کیا۔ جواب میں اس نے کہا کہ میں اپنی یاد داشت سے کہہ رہا ہوں

میرے پاس فتاویٰ رضویہ نہیں ہے۔ شارح بخاری نے فرمایا جب آپ نے یہ بات کہی ہے تو آپ پر لازم ہے کہ تصحیح نقل کریں یا اپنی بات واپس لیں لیکن دیوبندیوں نے ایسا کچھ بھی نہ کیا۔ دوران بحث مولانا محمدؒ حسین سنبھلی آگئے اور از خود مداخلت کرکے اہل سنت کی طرف سے گفتگو اپنے ہاتھ میں لے لی۔ آپس میں بحث ہوتی رہی، بحث کسی طرح بکرے کے کپورے پر آگئی مفتی سنبھلی صاحب نے فرمایا تمھارے گنگوہی صاحب نے تو بکرے کے کپورے کو جائز کہا ہے یہ سنتے ہی مولوی ارشاد نے فتاویٰ رشیدیہ نکالی اور دکھایا کہ بکرے کے کپورے نہیں بلکہ "کس پورے" ہے، حضرت مفتی صاحب نے فتاویٰ رشیدیہ دکھاتے ہوئے کہا کہ دیکھ تو کپورے صاف لکھا ہے اور یہ کتاب پرانی ہے جب کہ تمھاری کتاب نئی ہے اور اگر "کس پورے" صحیح ہے تو بتاؤ اس کا کیا معنی ہے، اس پر ارشاد کی بولتی بند ہوگئی پھر ایک ہندو سرپنچ جو کنٹرولر تھا اس نے خود فتاویٰ رشیدیہ دیکھی اور کہا کہ میں اردو پڑھا ہوا ہوں اس میں صاف کپورے لکھا ہے، اور "کس پورے" اردو میں کوئی شبد ہی نہیں اس لیے دیوبندی مناظر کی بات غلط ہے اور بریلوی اپنے دعوے میں حق پر ہیں۔ اسی پر دیوبندی ہارے دیوبندی ہارے کا شور بلند ہوا پھر مناظرہ ہی ختم ہوگیا، شور ہوتے ہی دیوبندی مولوی نے موقع غنیمت جانا اور اسٹیج سے بھاگ نکلے، اور ذمہ داروں نے مناظرہ ملتوی ہونے کا اعلان کردیا۔

درج بالا تمام مناظروں میں شارح بخاری علیہ الرحمہ نے بحیثیت مناظر شرکت فرمائی اور ہر جگہ فریق مخالف کو شکست فاش دے کر انہیں ذلت و رسوائی کے عمیق غار میں ڈال دیا اور اہل سنت کی نمائندگی کا بھرپور حق ادا کیا۔ ان مناظروں کے علاوہ آپ نے کٹک، جھریا، بجرڈیہ اور بدایوں کے مناظروں میں بھی شرکت فرمائی اور بحث و مباحثہ میں بھی کافی حصہ لیا لیکن ان مناظروں میں نہ آپ مناظر تھے اور نہ صدر۔ اس لیے ان کی تفصیل تحریر نہیں کی جارہی ہے۔ ان کی تفصیلات کے لیے کنزالایمان کا شارح بخاری نمبر، اور شارح بخاری، معارف شارح بخاری اور روداد مناظرہ بجرڈیہ کا مطالعہ کرنا چاہیے۔ بجرڈیہ کے مناظرے میں آپ بہت زیادہ دخیل رہے حتی کہ شرائط مناظرہ کے لیے جو میٹنگ ہوئی اس میں بطور خاص آپ نے حصہ لیا۔

﴿سراج ملت مولانا شاہ سراج الہدیٰ گیاوی علیہ الرحمہ﴾

ولادت: سراج ملت علیہ الرحمہ شاید وہ واحد ذات ہیں جنہیں حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ کا رفیق و شاگرد دونوں ہونے کا شرف حاصل ہے۔ آپ کی ولادت ایک علمی اور روحانی گھرانے میں ۱۱،۱۰/ ربیع الاول کی درمیانی شب چہار شنبہ ۱۳۳۲ھ کو ہوئی۔

تعلیم و تربیت: آپ کی ابتدائی تعلیم حضرت مولانا محمدؒ ولی حسن صاحب مونگیری کے زیر تربیت ہوئی۔ ابتدائی تعلیم کی تکمیل کے بعد والد ماجد شاہ نورالہدی علیہ الرحمہ کے حکم سے برادر اکبر شاہ فیض الہدی علیہ الرحمہ کی معیت میں دارالعلوم معینیہ عثمانیہ اجمیر شریف حضور صدرالشریعہ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر اعلیٰ تعلیم کی تحصیل کی۔ یہاں حضور حافظ ملت بھی زیر تعلیم تھے۔ پھر جب صدرالشریعہ نے حافظ ملت کو معین المدرسین مقرر فرمایا تو آپ کی اکثر کتابیں حافظ ملت ہی کی زیر درس رہیں۔ حالات نے کروٹ بدلی حضور صدرالشریعہ اجمیر سے بریلی شریف تشریف لے آئے تو منتہی طلبہ بھی آپ کے ساتھ آگئے۔ پھر صدرالشریعہ نے حافظ ملت کو تدریس کی غرض سے مبارک پور بھیجا تو سراج ملت بھی آپ کے ساتھ مبارک پور چلے آئے اور یہیں حافظ ملت کے زیر سایہ درس نظامی کی تکمیل کی اور ۱۳۳۵ھ مطابق ۱۹۳۶ء میں فارغ ہوئے۔

قلمی خدمات: دوران تعلیم آپ کے والد ماجد شاہ نورالہدی علیہ الرحمہ وصال فرما گئے اور خانقاہ بیت الانوار کی ساری ذمہ داری آپ کے کاندھے پر آگئی اس لیے بعد فراغت نہ کہیں مستقل طور پر تدریس کا موقع ملا اور نہ تصنیف کا وقت مل سکا۔ پھر بھی آپ نے اپنی مصروف ترین زندگی سے کچھ وقت نکال کر جو کتابیں تصنیف فرمائیں وہ یہ ہیں: (۱) السراج الکامل (۲) سراج ہدایت (۳) صدائے حق (۴) السراج الوہاج۔

وصال: قوم و ملت کی رہنمائی فرماتے ہوئے ۸۰/ سال کی عمر میں ۵/ رمضان المبارک ۱۴۱۲ھ مطابق ۱۱/ مارچ ۱۹۹۲ء بروز بدھ ایک بج کر پچیس منٹ پر اپنے مالک حقیقی سے جا ملے۔

﴿مناظرے﴾

آپ کے مناظروں کے متعلّق تفصیل دریافت کرنے کے لیے آپ کے جانشین مولانا نعیم

الہدی سجادہ نشیں خانقاہ بیت الانوار گیا، نواسۂ سراج الہدی و جانشین مبین ملت مولانا برہان الہدی مصباحی اور مفتی یونس رضا مونس استاذ جامعۃ الرضا بریلی شریف (جنہوں نے "حیات مبین" نامی اپنی کتاب میں سراج ملت کی مختصر سوانح تحریر فرمائی ہے) سے رابطے کیے لیکن یہ رابطے مواد کی فراہمی میں معاون ثابت نہ ہوئے۔ اس لیے "حیات مبین" میں مذکور آپ کے دو مناظروں کی تفصیل من وعن درج کی جارہی ہے۔

﴿مناظرہ مبارک پور﴾

زمانۂ طالب علمی میں حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ نے آپ کو مبارک پور میں واقع احیاء العلوم کے صدر مدرس سے مناظرہ کے لیے منتخب کرکے بھیجا۔ آپ نے اس طرح اصولی گفتگو کی کہ وہ سکتہ میں آگیا اور آپ کے سوالات کا نہ جواب دے سکا اور نہ ہی اپنا عقیدہ صاف بیان کرسکا۔ یہی سبب بنا کہ حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ نے آپ کو ملت کا سراج فرمایا اور باہں طور مبارکبادی پیش فرمائی اور حوصلہ افزائی کی۔ جگر گوشہ انوار عالم "سراج ملت" ہوکر اسی وقت سے مشہور ہوئے اور یہ لقب نام سے زیادہ مشہور وغالب ہوگیا۔

﴿مناظرہ گڑھوا﴾

صوبہ بہار کے گڑھوا، پلاموں، اورنگ آباد کے علاقوں پر آپ کا خصوصی فیضان رہا ان علاقوں میں علم دین جاننے والوں کی قلت تھی، اغیار کا حملہ آئے دن رہتا تھا۔ حضرت شاہ سراج الہدیٰ نے ان سب کی بکواس کو بند فرمایا۔ غیر مقلد وہابی (گڑھوا کے) علاقوں میں مناظرہ کا چیلنج کرتے پھرتے تھے۔ ایک مرتبہ حضرت سراج ملت نے عبدالرب نامی غیر مقلد سے شرائط مناظرہ تحریری طور پر طے کرلیے اور وہاں ان سب کا پردہ چاک کرنے کے لیے تشریف لے گئے، اس شیر ببر کے سامنے کیا مجال تھی کہ وہ حاضر ہوتا، عبدالرب نے راہ فرار اختیار کی۔ حضرت سراج ملت نے عقائد حقہ کی وضاحت فرمائی اور عقائد باطلہ کا رد فرماکر مسلمانوں کے عقائد واعمال کی حفاظت فرمائی۔ (حیات مبین، ص:۱۹،۱۸)

﴿مفتی ثناءالمصطفیٰ امجدی علیہ الرحمہ﴾

ولادت: شہزادہ صدرالشریعہ مفتی ثناءالمصطفیٰ امجدی علیہ الرحمہ کی پیدائش قادری منزل محلہ کریم الدین پور قصبہ گھوسی ضلع مئو میں ۱۵؍جون ۱۹۴۲ء کو ہوئی۔

تعلیم وتربیت: آپ نے علمی گھرانے میں آنکھیں کھولی تھیں اس لیے ابتدائی تعلیم گھر پر حاصل کرنے کے بعد اپنے بڑے ماموں فیض العارفین غلام آسی علیہ الرحمہ سے اکتساب علم کیا۔ پھر چھوٹے ماموں علامہ ارشدالقادری علیہ الرحمہ کے ہمراہ ناگپور تحصیل علم کی غرض سے گئے اور کئی سال تک وہاں علمی تشنگی بجھائی۔ اخیر میں حضور حافظ ملت کی بارگاہ میں مبارک پور آئے اور مختلف کتب اور بخاری کا درس لے کر ۱۹۶۴ء میں فراغت حاصل کی۔

تدریس: حصول علم کے بعد درس وتدریس کی غرض سے سب سے پہلے بنارس کا سفر کیا اور جامعہ حنفیہ غوثیہ بجرڈیہ میں دو سال رہے۔ یہاں سے کیندراپاڑہ اڑیسہ تشریف لے گئے اور سال بھر قیام کے بعد دارالعلوم فیض العلوم جمشید پور میں مسند تدریس پر جلوہ افروز ہوئے۔ پھر دارالعلوم ضیاءالاسلام ہوڑہ میں تدریس کے لیے رونق افروز ہوئے لیکن کسی نامساعد حالت کے سبب معراج العلوم گھسڑی ہوڑہ میں تدریسی خدمات کے لیے مامور ہوئے۔ چھ ماہ کے بعد ضیاءالاسلام کے ارکان انتظامیہ نے دوبارہ آپ کو دعوت تدریس دی جسے آپ نے قبول فرمایا اور پھر تادم حیات ضیاءالاسلام ہی کے ہوکر رہ گئے۔

بیعت و خلافت: آپ سرکار مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کے دست حق پرست پر ۱۷؍محرم ۱۳۹۷ھ میں مرید ہوئے اور انہیں سے آپ کو اجازت وخلافت حاصل ہوئی۔

وصال: ۲۰؍مارچ ۱۹۹۹ء کو آپ نے داعیٔ اجل کو لبیک کہا اور ۲۱؍مارچ ۱۹۹۹ء میں آپ کی تدفین عمل میں آئی۔

﴿مناظرے﴾

تربیت مناظرہ: آپ نے اپنی زندگی کا اکثر حصہ تدریسی خدمات کے لیے وقف کر رکھا تھا لیکن جب کبھی اہل باطل کی طرف سے مناظرہ کی نوبت آئی تو بلاخوف و خطر آپ نے اہل سنت کی

نمائندگی فرمائی۔ مناظرہ کے فن میں آپ کو جو کچھ بھی حاصل تھا وہ حضور مجاہد ملت اور علامہ ارشدالقادری علیہاالرحمہ کی ذات سے حاصل تھا۔ چناں چہ مولانا شاہدالقادری لکھتے ہیں: "مناظر اہل سنت حضرت مفتی ثناءالمصطفی امجدی علیہ الرحمہ کو اس فن میں ملکہ حاصل تھا۔ سیدنا حضور مجاہد ملت حضرت علامہ شاہ مفتی حبیب الرحمٰن عباسی ہاشمی حامدی علیہ الرحمہ اور اپنے ماموں جان حضرت علامہ ارشدالقادری علیہ الرحمہ سے اس فن خاص میں تربیت حاصل کی تھی"۔(مفتی اعظم مغربی بنگال حیات وخدمات، ص:۱۷۶)

﴿مناظرہ مٹیابرج﴾

سبب: کولکاتا کا ایک مشہور ومعروف علاقہ مٹیابرج ہے۔ یہاں کے ایک محلہ شیام لال لین میں دیوبندیوں کا ایک ادارہ بنام "مدرسہ امدادالعلوم" قائم ہوا جس میں "آئینۂ نماز" نامی ایک کتاب داخل نصاب کی گئی۔ اس کتاب میں ایک مسئلہ درج تھا کہ "عید کی نماز کے بعد معانقہ کرنا بدعت ہے"۔ یہ مسئلہ بالکل نیا اور خلاف معمول تھا اس لیے جب مقامی لوگوں کی نگاہ اس مسئلے پر پڑی تو ان میں بے چینی بڑھی اور انہوں نے علما سے رابطہ کیا۔ جب دیوبندیوں کو اس کی خبر ہوئی تو انہوں نے اہل سنت کے علما کو مناظرہ کا چیلنج دے دیا جسے قبول کر لیا گیا۔ اہل سنت کے علما نے مفتی صاحب کو مناظر منتخب کیا جب کہ دیوبندیوں کی طرف سے مدرسہ امدادالعلوم کے اساتذہ منتخب کیے گئے۔

مناظرہ کا حال: امن عامہ کے پیش نظر مناظرہ گاہ کے لیے گارڈن ریچ تھانہ کا انتخاب کیا گیا تھا اس لیے مفتی صاحب نماز عصر کے بعد وقت مقررہ سے قبل مناظرہ گاہ پہنچ گئے اور رات نو بجے تک دیوبندیوں کا انتظار کرتے رہے لیکن دیوبندیوں کو اپنی شکست کا احساس ہو گیا تھا اس لیے وہ نہیں آئے۔ یہ حال دیکھ کر علمائے اہل سنت فاتح کی حیثیت سے تھانہ سے نکلے اور اعلان فتح کیا۔

﴿مناظرہ دانتون، بنگال﴾

غالباً ۱۹۹۶ء کو صوبہ مغربی بنگال کھڑک پور کے ایک گاؤں دانتون میں دیوبندیوں سے مناظرہ طے ہوا۔ اس مناظرہ میں مفتی صاحب بحیثیت صدر مدعو تھے جب کہ مناظر حضرت مفتی مطیع الرحمٰن مضطر صاحب منتخب کیے گئے تھے اور دیوبندیوں نے مولوی طاہر گیاوی کو مناظرہ

کے لیے بلایا تھا۔ وقت مناظرہ صبح دس بجے سے ظہر تک علما و عوام اہل سنت مولوی طاہر گیاوی کا انتظار کرتے رہے لیکن وہ مناظرہ کے لیے نہیں آیااور اس طرح یہ مناظرہ بھی بغیر بحث و مباحثہ کے اختتام پذیر ہوا۔

بحث و مباحثہ کے بغیر ختم ہونے والے درج بالا مناظروں کے علاوہ اور بھی مناظرے مفتی صاحب نے کیے۔ ان مناظروں میں آپ کے ساتھ شریک ہونے والے دیگر علمائے کرام (جن میں حضرت مولانا سید قاسم علوی صاحب اور مولانا ابولکلام احسن القادری صاحب ،خصوصیت کے ساتھ قابل ذکر ہیں) سے رابطہ کیا گیا لیکن ان کی جانب سے یہی جواب ملا کہ ایک عرصہ گزر جانے اور ضعیف ہونے کے سبب یاد داشت میں کچھ محفوظ نہیں اس لیے صرف ان مقامات کے ناموں پر اکتفا کیا جارہا ہے جہاں مفتی صاحب نے مناظرے کیے۔ (۱) موضع موچی شاہ، ڈائمنڈ ہاربر (مغربی بنگال) ۲) موضع چیتنا، اتر چوبیس پرگنہ (مغربی بنگال) (۳) موضع باہر چڑا ضلع ندیا (مغربی بنگال)۔

پھر بعض احباب کے اصرار پر مفتی صاحب کے فرزند اکبر مولانا شفاء المصطفیٰ صاحب سے بھی رابطہ کیا گیا لیکن انہوں نے بھی تفصیل کے بارے میں لاعلمی ظاہر کی البتہ مندرجہ ذیل دو مناظروں کی ناقص جانکاری فراہم فرمائی۔

(۱) کولکاتا کے نہایت ہی مشہور علاقہ کولو ٹولہ میں ۱۹۷۳ء کو حفظ الایمان کی کفری عبارت پر دیوبندیوں سے۔

(۲) پانسکوڑہ میں ۱۹۸۱ء سے ۱۹۸۵ء کے مابین سلام و قیام اور علم غیب رسول ﷺ کے موضوع پر مولوی طاہر گیاوی سے مناظرہ کیا۔

﴿مولانا مشاہد رضا حشمتی علیہ الرحمہ﴾

ولادت: آپ حضور شیر بیشہ اہل سنت علیہ الرحمہ کے فرزند اکبر اور حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ کے محبوب تلامذہ سے تھے۔ آپ کی ولادت ماہ جمادی الآخرہ ۱۳۵۱ھ کو پیلی بھیت میں ہوئی۔

تعلیم و تربیت اور تدریس: آپ کی ابتدائی تعلیم والد بزرگوار کی درسگاہ میں ہوئی اور اعلیٰ تعلیم الجامعۃ الاشرفیہ میں حضور حافظ ملت کی بارگاہ میں ہوئی۔ سات سال تک ذوق و شوق اور محنت و لگن کے ساتھ تعلیم حاصل کی اور ۱۹۵۷ء کو سند و دستار فضیلت سے نوازے گئے۔ بعد فراغت آپ نے مختلف حیثیت سے دینی خدمت انجام دی اور تدریسی خدمات صرف دارالعلوم حشمت الرضا میں انجام دیں۔

بیعت و خلافت: آپ کو بیعت و خلافت اپنے والد بزرگوار سے حاصل تھی۔ علاوہ ازیں حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ اور قطب مدینہ حضرت ضیاء الدین مدنی علیہ الرحمہ نے بھی اجازت و خلافت سے سرفراز فرمایا۔

تصنیف: آپ کی تین کتابیں یادگار ہیں: (۱) اتحاد باطل کی بیخ کنی (۲) خنجر آبدار (۳) جمعہ فی القری۔

وصال: ۲۱؍ جنوری ۱۹۹۹ء کو آپ اس خاکدان گیتی سے مالک حقیقی کی طرف کوچ کر گئے۔

﴿مناظرے﴾

آپ نے تین مناظرے کیے ہیں۔ اس کی تفصیل کے سلسلے میں آپ کے نبیرہ مولانا شایان رضا مصباحی اور دیگر حضرات سے بھی رابطے کیے گئے لیکن انہوں نے کہا کہ یہ تمام چیزیں مسودات کی شکل میں ہیں جن کی ابھی اشاعت نہیں ہوئی ہے۔ اس لیے اپنی تلاش و جستجو سے جن دو مناظروں کے بارے میں کچھ معلومات حاصل ہوئیں یہاں درج کیے جا رہے ہیں۔

﴿مناظرہ بھجن گاؤں، گونڈہ﴾

اس مناظرے کی کچھ تفصیل شارح بخاری علیہ الرحمہ کے مناظروں کے تحت پیش کی جا چکی ہیں۔ اس لیے تفصیل کے لیے گزشتہ اوراق کا مطالعہ کریں۔ اس مناظرہ میں بحیثیت مناظر سب سے پہلے مولانا مشاہد رضا حشمتی علیہ الرحمہ ہی کا انتخاب کیا گیا تھا اور آپ ہی نے سب سے

پہلے حفظ الایمان کے تعلق سے وضاحت طلب تحریر بھیجی تھی۔ لیکن جب دیوبندیوں نے بغیر کسی وقفہ کے رات دن مناظرہ جاری رکھنے پر اصرار کیا تو مناظرین کی فہرست میں تبدیلی کی گئی۔

﴿مناظرہ بدایوں﴾

پس منظر: مولوی خلیل بجنوری جو ابتداءً سنی تھے لیکن اچانک دیوبندیت و وہابیت کی ترویج و اشاعت میں ہمہ تن مصروف ہوگئے۔ اس کی یہ وجہ بتائی جاتی ہے کہ آں جناب کا لڑکا دیوبندی مدرسے میں پڑھ کر بدل گیا پھر اس نے اپنے باپ کو بھی بدل ڈالا، اس وقت بہت سے علما نے افہام وتفہیم کی کوشش کی لیکن کوئی نتیجہ نہ نکلا اور علما کا جب اصرار بڑھا تو مناظرہ کے لیے بجنوری صاحب تیار ہوگئے۔ باہمی اتفاق سے "دیوبندیوں کی تکفیر سے کف لسان" کے موضوع پر بتاریخ ۳۰،۲۹ ربیع الآخر ۱۴۰۱ھ مطابق ۶، ۷ مارچ ۱۹۸۱ء بروز جمعہ وسنیچر مناظرہ ہونا قرار پایا۔

کچھ اور: جب مناظرہ کا آغاز ہوا تو بجنوری صاحب نے موضوع سے ہٹ کر دوسری گفتگو شروع کر دی۔ آپ اس کے تمام اعتراضات کے جواب دیتے ہوئے بہترین انداز میں اسے "دیوبندیوں کی تکفیر سے کف لسان" کے موضوع کی طرف کھینچ لائے۔ اس کے بعد مولانا بجنوری کی ایک نہ چلی اور جب بجنوری صاحب آپ کے ایرادات کے جواب سے عاجز و قاصر رہے تو آپ نے فیصلہ شرعی سنا دیا۔

﴿مولاناساجد القادری، نیپال﴾

کچھ حالات: آپ کی پیدائش ایک اندازے کے مطابق ۱۹۴۸ء کو ملک نیپال کی انقلاب آفریں شخصیت زاہد ملت علامہ زاہد حسین قدس سرہ کے گھر ہوئی۔ ابتدائی تعلیم گھر پر حاصل کی پھر مختلف مدارس ہوتے ہوئے جامعہ اشرفیہ تشریف لائے اور ۱۹۶۶ء میں سند فراغت و دستار فضیلت سے نوازے گئے۔ بعد فراغت تدریس میں مشغول ہوئے اور پہلے دارالعلوم قادریہ غوثیہ، مرغیاچک سیتامڑھی (جو آپ ہی کا قائم کردہ ہے) میں کئی سالوں تک تدریس سے منسلک رہے۔ پھر کشن گنج چلے گئے اور اپنی پوری زندگی وہاں کے لیے وقف کر دی۔ آپ نے اپنے والد ماجد کے حکم سے حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کے دست حق پرست پر بیعت کا شرف حاصل کیا۔

﴿مناظرے﴾

آپ نے اہل سنت کی حقانیت اور حفاظت وصیانت کے لیے دو مناظرے میں شرکت کی جس کی قدرے تفصیل یہ ہے۔

﴿مناظرہ اومگاؤں﴾

آپ مدھوبنی گاؤں ضلع مدھوبنی بہار تشریف لے گئے یہاں سے بغرض تفریح اومگاؤں بازار آئے جہاں غیر مقلدین کی کثرت ہے۔ چند غیر مقلدوں نے آپ کو دیکھ کر آپ کو بلایا اور عقائد کی گفتگو چھیڑ دی۔ آپ نے ان کے ہر سوال کا دنداں شکن جواب دیا۔ یہ صورت حال دیکھ کر وہ لوگ اپنے علما کو بلا لائے اور مناظرے کی بات کر دی تاکہ عقائد و معمولات اہل سنت کا مذاق اڑایا جائے۔ آپ کو کیا پس و پیش ہو سکتا تھا۔ آپ مناظرہ کے لیے تیار ہو گئے اتنے میں ڈاکٹر عبدالواجد حسین بھی آ گئے اور کہا کہ مناظرہ عربی میں ہوگا اس لیے دونوں عربی میں گفتگو کریں۔ چنانچہ آپ نے غیر مقلدین علما سے عربی میں سوال کرنا شروع کیا لیکن غیر مقلدین آپ کے ایک سوال کا بھی جواب نہ دے سکے۔ اتنے میں مولانا عبدالشکور کوثر جمالی کہیں سے آ گئے اور آپ کو کامیاب دیکھ کر نعرۂ تکبیر و رسالت بلند کیا۔ بس موقع پاتے ہی غیر مقلدین نے جان چھڑا کر راہ فرار اختیار کر لی۔

﴿مناظرہ سیتامڑھی﴾

مرغیاچک سیتامڑھی کی عید گاہ جس میں سنی حضرات نماز ادا کرتے تھے، دیوبندیوں نے اپنا قبضہ جمانے کی کوشش شروع کر دی۔ کچھ حساس لوگوں نے انہیں ان کی کوششوں پر متنبہ کیا جس سے بات بڑھی اور مناظرہ تک پہنچ گئی۔ اس زمانے میں مولانا ساجد القادری علیہ الرحمہ اپنے قائم کردہ ادارہ دارالعلوم قادریہ غوثیہ، مرغیاچک سیتامڑھی میں طالبان علوم نبویہ کو زیور علم و فن سے آراستہ کرنے میں مصروف عمل تھے۔ لوگوں نے آپ سے رابطہ کیا تو آپ راضی ہو گئے۔ وقت مقررہ پر جب آپ وہاں پہنچے تو ماحول ہی بدلا ہوا تھا۔ دیوبندیوں نے اپنی شکست کے خوف سے مناظرہ شروع ہونے سے پہلے ہی پولس کی مدد سے مناظرہ ختم کرا دیا۔ اس طرح یہ مناظرہ بغیر بحث و مباحثہ اور نتیجہ کے ختم ہو گیا۔ البتہ اتنا فائدہ ضرور ہوا کہ عید گاہ پر سنیوں ہی کا قبضہ رہا اور دیوبندی خائب و خاسر ہوئے۔

﴿محدث کبیر علامہ ضیاء المصطفیٰ قادری﴾

ولادت: حضور محدث کبیر، حضور صدرالشریعہ علیہ الرحمہ کے حقیقی جانشین ہیں۔ آپ کی پیدائش ۲؍شوال ۱۳۵۴ھ مطابق ۲۷؍اکتوبر ۱۹۳۵ء بروز یک شنبہ قصبہ گھوسی ضلع مئو میں ہوئی۔

تعلیم وتربیت: دارالعلوم حافظیہ سعیدیہ، دادوں ضلع علی گڑھ میں اپنے والد ماجد سے تعلیمی سفر کا آغاز کیا پھر جامعہ عربیہ ناگپور میں داخلہ لیا اور فیض العارفین غلام آسی علیہ الرحمہ سے عربی کی ابتدائی کتابوں کی تعلیم حاصل کی۔ اس کے بعد دارالعلوم اشرفیہ مبارک پور درس نظامی کی تکمیل کے لیے تشریف لائے اور ۱۳۷۷ھ میں دستار فضیلت کے حصول کے بعد بحکم حافظ ملت مزید دو سال خصوصی درس لیا۔ اس طرح آپ ۱۳۷۹ھ میں تعلیم سے مکمل طور سے فارغ ہوئے۔

تدریس: دارالعلوم اہل سنت شمس العلوم، گھوسی میں ۱۸؍مئی ۱۹۵۹ء تا ۷؍جون ۱۹۶۱ء، مدرسہ فتحیہ فرفراشریف ضلع ہبلی میں ۲۷؍جون ۱۹۶۱ء تا ۱۹۷۰ء، جامعہ فیض العلوم جمشید پور میں عارضی طور پر ڈھائی مہینے اور جامعہ اشرفیہ مبارک پور میں کئی سالوں تک تدریسی خدمات انجام دیتے رہے۔ اس کے بعد اپنا قائم کردہ ادارہ جامعہ امجدیہ رضویہ میں بغرض تدریس تشریف لائے اور اب تک یہیں سے طالبان علوم نبویہ کو زیور علم سے آراستہ کرنے میں شب و روز مصروف ہیں۔

بیعت وخلافت: ۱۳۶۷ھ کو حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کے دست اقدس پر بیعت ہوئے اور اجازت وخلافت اپنے مرشد کے علاوہ حضور حافظ ملت اور مجاہد ملت سے حاصل ہے۔

﴿مناظرے﴾

آپ ایک دنداں شکن مناظر ہیں۔آپ نے ملک کے مختلف حصوں میں متعدّد مناظرے کیے ہیں جن میں باطل فرقوں کو لاجواب کر کے انہیں شکست فاش دی۔ ناچیز نے جب حضرت سے مناظرے کے متعلّق مواد کی فراہمی کے لیے رابطہ کیا تو آپ نے تین مناظروں کی مختصر تفصیل بیان فرمائی جسے یہاں بیان کیا جارہا ہے۔

﴿مناظرہ بجرڈیہ، بنارس﴾

مناظرہ کیوں ہوا؟: بنارس کا ایک مضافاتی محلہ بجرڈیہ میں ۱۸،۱۹؍جون کو غیر مقلدین نے اپنا

جلسہ کرایا جس میں مدرسہ سلفیہ کے مولوی شمس الحق، مولوی صفی الرحمٰن مبارک پوری اور اسلم کانپوری نے افکار و معمولات اہل سنت کے خلاف بڑی دل آزار تقریریں کیں جس سے پورا ماحول حساس ہو گیا۔ اہل سنت نے بھی اس کے جواب اور رد میں جلسہ کرایا جس میں شارح بخاری علیہ الرحمہ، صوفی نظام الدین بستوی وغیرہ نے اپنی تقریروں میں اہل سنت کی حقانیت کو کتاب و سنت کی روشنی میں ثابت کیا اس سے غیر مقلدین تلملا اٹھے پھر ایک اجلاس کر ڈالا جس میں کذب بیانی اور بہتان طرازی کرتے ہوئے مولوی صفی الرحمٰن مبارک پوری نے دوران خطابت کہا کہ "حکیم الامت مفتی یار احمد خان نعیمی (علیہ الرحمہ) نے اپنی کتاب "نئی تقریریں" میں معاذاللہ حضور ﷺ کو کافر لکھا ہے"۔ حسن اتفاق بر وقت جامعہ حمیدیہ رضویہ کے ایک طالب علم نے حوالے کا مطالبہ کیا تو وہ بغلیں جھانکنے لگا۔ علاقہ کے دانش مند طبقہ نے اس طرح جلسے ہوتے رہنے سے فساد کا اندیشہ کیا اس لیے دونوں فریق سے رابطہ کر کے کہا کہ اپنے علما کی نمائندگی میں عوام کے سامنے اپنی حقانیت سنجیدہ انداز میں دلائل و شواہد کی روشنی میں ثابت کریں اسی سلسلے میں فریقین نے اپنی رضامندی سے "آج کل کے غیر مقلدین گمراہ، گمراہ گر اور جہنمی ہیں اور وسیلہ مروجہ" کے موضوع پر ۱۹تا۲۲/ اکتوبر ۱۹۷۸ء کو مناظرہ کی تاریخ متعیّن کی۔

مناظر: مناظرہ میں اہل سنت کے مناظر محدث کبیر مد ظلہ العالی رہے جب کہ دیوبندی کے مناظر صفی الرحمٰن مبارک پوری۔

اس تاریخ ساز مناظرہ میں آپ نے اہل سنت کو فتح سے ہمکنار کیا۔ جس میں عبادت کی تعریف غیر مقلد سے طلب کی گئی مگر اسے ناکوں چنے چبانا پڑا۔ اخیر دم تک عبادت کی تعریف نہ کر سکا بالآخر شرک کی تعریف کی وہ بھی غلط۔ اس مناظرہ کی روداد "معرکہ حق و باطل" کے نام سے شائع ہو چکی ہے اس لیے تفصیل سے گریز کیا جاتا ہے۔ تفصیل کے لیے کتاب مذکور کا مطالعہ کرنا چاہیے۔

﴿مناظرہ بدایوں﴾

مناظرہ بدایوں کا پس منظر مولانا مشاہد رضا حشمتی علیہ الرحمہ کے مناظرہ کے تحت بیان کیا جا چکا ہے۔ مولوی خلیل بجنوری سے پہلے مولانا حشمتی صاحب نے ہی مناظرہ کیا لیکن بجنوری

صاحب آپ کے ایرادات کے جواب نہ دے سکے جس کے بعد انہوں نے بجنوری صاحب کے متعلّق حکم شرعی سنا دیا۔

محدث کبیر کا کردار: اس کے بعد محدث کبیر صاحب نے بجنوری صاحب کو ایک موقع اور دیا اور اس سے مناظرہ کا اعلان کیا۔ بجنوری صاحب نے آپ کو دیکھ کر دریافت کیا کہ آپ کون ہیں؟ تو آپ نے جواب دیا کہ مجھے پہچاننے کی کیا ضرورت؟ آپ مناظرہ کے لیے راضی ہیں تو مناظرہ کریں۔ بجنوری صاحب کا چھوٹا لڑکا موجود تھا جو آپ کو پہچانتا تھا اس نے آہستہ سے کہا کہ یہ مولانا ضیاء المصطفیٰ قادری ہیں۔ اتنا سنتے ہی بجنوری صاحب نے کہا کہ آپ حضور صدرالشریعہ کے فرزند مولانا ضیاء المصطفیٰ ہیں۔ آپ نے فرمایا تو کیا ہوا؟ اس نے کہا صدرالشریعہ ہمارے استاذ تھے۔ آپ نے فرمایا کہ وہ آپ کے کسی اور راہ کے استاذ تھے لیکن ابھی آپ جس راہ پر ہیں اس پر آپ کا استاذ شیطان ہے۔ پھر بحث شروع ہوئی۔ پہلے حفظ الایمان کی عبارت "آں حضرت صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے علم غیب کی کیا خصوصیت ہے، ایسا علم تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنوں بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لیے بھی حاصل ہے" میں لفظ "ایسا" پر بحث ہوئی کہ یہ تشبیہ کے لیے ہے یا نہیں؟ اس کے بعد یہ بحث چھڑی کہ اعلیٰ کو ادنی سے تشبیہ دینا جائز ہے یا نہیں؟ بجنوری صاحب نے اس کے ثبوت میں اس حدیث کو پیش کیا جس میں یہ ہے کہ "کیا تم بے ابر آفتاب کو دیکھنے میں تکلیف محسوس کرتے ہو، صحابہ نے عرض کیا نہیں تو حضور نے فرمایا تم اسی طرح قیامت کے دن اپنے رب کو دیکھو گے"۔ اس استدلال باطل پر علامہ صاحب نے سخت گرفت فرمائی اور جواب میں فرمایا کہ اس حدیث میں خداے تعالی کو آفتاب سے تشبیہ نہیں دی گئی ہے بلکہ رویت کو رویت سے تشبیہ دی گئی ہے۔

فتح و شکست: اس طرح بحث ہوتی رہی بالآخر حق و باطل واضح ہو گیا۔ اس مناظرہ میں کس کو فتح و کامرانی حاصل ہوئی اور ذلت و رسوائی کس کی مقدر بنی۔ مفتی شریف الحق علیہ الرحمہ رقم طراز ہیں:

"اس مناظرہ میں کون ہارا اور کون جیتا، اس کا اندازہ کرنا ہو تو اس سے کریں کہ اس مناظرہ سے پہلے حضرت مفتی اعظم ہند کے بدایوں میں معدودے چند مرید تھے، اس مناظرہ کے ایک دن بعد حضرت مفتی اعظم ہند کو بدایوں مدعو کیا گیا، حضرت از راہ کرم بدایوں تشریف لائے تو ہزاروں افراد مرید ہو گئے جن میں کثیر تعداد مولوی خلیل احمد کے حامیوں اور مریدوں کی تھی اور پھر حال یہ ہوا کہ

مولوی خلیل احمد کا بدایوں میں رہنا مشکل ہوگیا، وہ اپنے بڑے لڑکے کے پاس غازی آباد جاکر رہنے لگے"۔(ماہنامہ اشرفیہ ۲۰۰۶، ص:۱۹)

﴿مناظرہ دلکولہ، کٹیہار﴾

دلکولہ اتر دیناجپور میں ایک مناظرہ (جو مناظرۂ کٹیہار سے مشہور ہے) سنیوں اور دیوبندیوں کے مابین ہوا جس میں دیوبندی مناظر کو بھاگنا پڑا۔ اس میں اہل سنت کے مناظر مفتی مطیع الرحمٰن پورنوی صاحب تھے اور صدر حضرت محدث کبیر تھے۔ اس مناظرے کی پوری روداد "مناظرۂ کٹیہار" کے نام سے شائع ہوچکی ہے اس لیے تفصیل کے لیے کتاب مذکور کا مطالعہ کرنا چاہیے۔ البتہ علامہ صاحب کا اس مناظرہ میں کیا کردار رہا اس کی ایک جھلک پیش کی جارہی ہے۔

محدث کبیر کا کردار: دوران بحث مولوی طاہر گیاوی نے مفتی مطیع الرحمٰن صاحب پر الزام عائد کرتے ہوئے کہا کہ مفتی صاحب نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نبی ہونے کا انکار کیا ہے اس لیے جب تک وہ توبہ نہ کرلیں گے میں مناظرہ آگے بڑھنے نہیں دوں گا کیوں کہ انہوں نے ایک ضروری عقیدے کا انکار کیا ہے جو کہ کفر ہے۔ بقول محدث کبیر صاحب "دس منٹ اسی میں ضائع ہوگئے کہ مفتی صاحب کہتے ہم نے ایسا نہیں کہا ہے اور مولوی طاہر گیاوی کہتا کہ آپ نے یہ کہا ہے۔ بالآخر میں نے کہا کہ مناظرہ کی ریکارڈنگ ہورہی ہے اسے ریورس کرکے سن لیا جائے حقیقت سامنے آجائے گی۔ ریکارڈنگ سننے کے بعد مولوی طاہر گیاوی کا الزام جھوٹا ثابت ہوا پھر میں نے گرجدار آواز میں کہا کہ اب ہماری باری ہے اس لیے میں کہتا ہوں کہ میں مناظرہ ایک انچ بھی بڑھنے نہیں دوں گا جب تک مولوی طاہر گیاوی ان تین باتوں کا اقرار نہ کرلے۔ (۱) پہلے خود توبہ کرے کیوں کہ ان کا دعویٰ کفر ثابت نہ ہوسکا (۲) مفتی صاحب پر الزام تراشی کی وجہ سے ان سے معافی مانگے۔ (۳) عوام کا وقت ضائع کرنے کی وجہ سے عوام سے بھی معافی مانگے۔ میرے اس مطالبے پر اس کی پیشانی پر پسینہ آنے لگا پھر آگے کی کاروائی بڑھانے کے لیے مفتی صاحب نے مائک اپنے ہاتھ میں لے لیا اور دوسرے موضوع پر بحث ہونے لگی"۔

ان مناظروں کی تفصیل بیان فرمانے کے بعد علامہ صاحب نے فرمایا: "اب رہنے دیجیے، بہت دن گزر جانے کی وجہ سے بروقت یاد داشت میں محفوظ نہیں۔ یاد کرنے سے ممکن ہے

کہ یاد آجائے"۔ ناچیز نے عرض کیا کہ حضرت مہربانی فرمائیں تو حضرت نے فرمایا: "میں نے کیا کیااس کی فکر مجھے نہیں رہتی بلکہ کیا کرنا ہے اس کی فکر رہتی ہے"۔ اس لیے آپ کے دیگر مناظروں کے حوالے سے جو معلومات حاصل ہوئی ہیں وہ یہ ہیں۔

(۱) ۲۱/مارچ ۱۹۸۲ء محلہ توپ بازار خانہ لکھنو میں مدرسہ ندوہ لکھنو کے مناظر مولوی عارف سنبھلی کے چیلنج کو قبول کرتے ہوئے محدث کبیر اور امین شریعت مفتی رفاقت حسین علیہ الرحمہ اور مفتی نظام الدین رضوی جامعہ اشرفیہ مبارک پور کئی روز تک انتظار کرتے رہے لیکن دیوبندی جماعت کے دم کٹے شیر کو پنجڑے سے نہ نکلنا تھا نہ نکلا۔

(۲) کلیا چک مالدہ میں حاضر و ناظر کے موضوع پر نہایت ہی کامیاب مناظرہ کیا۔

(۳) ولید پور میں تقریباً ۱۹۹۰ء میں طاہر گیاوی سے مناظرہ ہونا طے پایا، محدث کبیر مدظلہ العالی کے پہنچنے سے قبل ہی وہابی نے فساد مچاکر تھانہ کی مدد سے مناظرہ منسوخ کرادیا۔

(۴) دامداپور لیا، بنگال میں ۲۰۰۰ء کو علامہ صاحب مناظرہ کے لیے پہنچے لیکن دیوبندیوں نے چھپے رہنے ہی میں عافیت جانی اس لیے آنے کے باوجود روبرو ہونے کی ہمت نہ کی۔

ان کے علاوہ اور بھی بہت سے مناظروں میں آپ کی شرکت ہوئی لیکن فریق مخالف مقابلے میں نہیں آیا۔

﴿مفتی عبید الرحمٰن رشیدی مصباحی پورنوی﴾

ولادت باسعادت: آپ کی ولادت صوبۂ بہار کے معروف ضلع کٹیہار کے ایک بینی باڑی نامی گاؤں میں حضرت مولانا حکیم شاہ لطیف الرحمٰن شاہدی رشیدی قدس سرہ کے گھر میں ہوئی۔

تعلیم و تربیت: آپ نے ابتدائی تعلیم تو غیر رسمی طور پر اپنے گاؤں ہی میں شروع فرمائی، لیکن اس کے بعد اپنے والد بزرگوار کے ہمراہ دار العلوم م　صطفائیہ درگاہ شریف چمنی بازار پورنیہ سیٹی تشریف لائے، اور پھر ۱۳۶۸ھ میں یہیں باقاعدہ اپنی تعلیم و تربیت کا آغاز فرمایااور ابتدائی تعلیم سے لیکر شرح جامی تک تعلیم حاصل کی۔ اس کے بعد اپنے مشفق استاذ حضرت مولانا شاہ غلام محمدّ یٰسین شاہدی علیہ الرحمہ کے مشورے سے دار العلوم حنفیہ رضویہ بنارس میں حصول علم کیاپھر مدرسہ مظہر اسلام مسجد بی بی جی بریلی شریف میں ایک سال تک تعلیم حاصل کی پھر اس کے بعد اپنے استاذ حضرت مولانا شاہ غلام محمدّ یٰسین شاہدی رشیدی کی خواہش و رائے کے مطابق عالم اسلام کی معروف مرکزی درسگاہ دارالعلوم اشرفیہ مبارک پور اعظم گڑھ تشریف لائے اور جملہ علوم وفنون کی تحصیل و تکمیل فرماکر ۱۹۶۷ء میں فارغ التحصیل ہوئے۔

تدریس: سب سے پہلے آپ نے حضور حافظ ملت قدس سرہ کے حکم سے مدرسہ فیض العلوم جمشید پور میں صدر المدرسین اور شیخ الحدیث کی حیثیت سے تدریسی خدمات انجام دیں علاوہ ازیں یہاں آپ نے فتویٰ نویسی کا آغاز فرمایا،اور دار الافتا کا عظیم منصب سنبھالا،ادارہ شرعیہ بہار وبنگال واڑیسہ کے سب سے پہلے قاضی و مفتی منتخب ہوئے۔ اس کے بعد آپ حضرت علامہ حافظ عبد الرؤف بلیاوی قدس سرہ کے ارشاد کے مطابق قدیم مادر علمی جامعہ حمیدیہ رضویہ بنارس تشریف لائے اور تدریسی خدمات اور فتویٰ نگاری کے فرائض انجام دیے۔ان کے علاوہ اشرف العلما حضرت سید حامد اشرف کچھوچھوی علیہ الرحمہ کے قائم کردہ دار العلوم محمدّیہ ممبئی، مدرسہ مظہر اسلام بریلی شریف دار العلوم امجدیہ ناگ پور، دار العلوم ندائے حق جلال پور فیض آباداور جامعہ شمس العلوم گھوسی میں درس وتدریس کا کام بڑی خوش اسلوبی سے انجام دیا۔

بیعت وخلافت: آپ ۱۹۵۶ء میں حضرت سید شاہ مصطفی علی شہید شاہدی رشیدی علیہ الرحمہ

(متوفی۱۳۷۸ھ/۱۹۵۸ء) کے دست حق پرست پر شرف بیعت سے مشرف ہوئے اور آپ کو اپنے والد بزرگوار حضرت حکیم شاہ لطیف الرحمن شاہدی رشیدی قدس سرہ، حضرت مولانا شاہ غلام محمّد یٰسین شاہدی رشیدی اور حضرت سید شاہ زاہد سجاد جعفری پٹنوی سے تمام سلاسل کی اجازت وخلافت حاصل ہے۔

تصنیف: آپ کی یہ کتابیں اب تک منظر عام پر آچکی ہیں: (۱)اختیار نبوت (۲) جواہر الحدیث (۳)بیان حقیقت۔

﴿مناظرے﴾

آپ نے دوران تعلیم وتدریس سے اب تک کئی باطل شکن مناظرے کیے ہیں، جو کافی تاریخی اہمیت کے حامل ہیں، اوران کے اثرات آج بھی بخوبی دیکھے جاسکتے ہیں۔ان مناظروں کی تفصیل جو مولاناابرار رضامصباحی نائب ایڈیٹر ماہ نامہ جام نور دہلی کے ذریعہ حاصل ہوئی، درج ذیل ہے۔

﴿مناظرہ مبارک پور﴾

یہ مناظرہ آپ نے جامعہ اشرفیہ کے ایام تعلیم ہی میں مدرسہ احیاء العلوم مبارک پور کے طلبہ سے مبارک پور قبرستان (جس میں حضور علامہ حافظ عبدالرؤف بلیاوی علیہ الرحمہ کا مزار مبارک واقع ہے) عید گاہ کے پاس کیااور یہ مناظرہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم غیب ماکان ومایکون پر ہوا، جوانتہائی دلچسپ اور تاریخی ہے، اس میں ان لوگوں کی شکست فاش ہوئی۔

﴿مناظرہ سمن پور﴾

سبب مناظرہ: دار العلوم ندائے حق جلال پور فیض آباد میں دوران قیام آپ کے علاقے "بینی باڑی" میں کچھ فتنہ پرور اور شرپسند مولویوں نے مسلک اہل سنت کے خلاف زہر افشانیاں اور الزام تراشیاں شروع کردیں اور بڑے کروفر کے ساتھ علمائے اہل سنت کو للکارتے ہوئے "هل من مبارز" کی صدا بلند کردی اور مناظرے کا چیلنج کردیا۔ آپ اس وقت اپنے دولت کدے میں ہی تشریف فرما تھے جب آپ کو اس فتنہ کے سر اٹھانے کا علم ہوا تو فوراًاس کی سرکوبی، علمائے اہل سنت کی نمائندگی اور علاقے کو بد مذہبیت سے پاک وصاف کرنے کے لیے مناظرے کا چیلنج

قبول کیااور "دیوبندیوں کے پیچھے نماز کیوں ناجائز ہے؟"موضوع متعیّن ہوا۔
سرگزشت: دیوبندی مناظر نے آپ سے سوال کیا کہ آپ سنیوں کی نماز ہمارے (دیوبندیوں کے) پیچھے کیوں ناجائز ہے؟۔آپ نے جواب دیا کہ وہ (دیوبندی لوگ) گستاخ رسول ہیں جس کے سبب وہ ایمان سے خارج ہیں، اب جن کا ایمان ہی نہیں ہے، ان کے پیچھے ہماری نماز کیوں کر صحیح ہو سکتی ہے اس لیے ہماری نماز ان کے پیچھے نہیں ہوتی ہے۔اس میں انھیں لاجواب ہونا پڑااور یہ کہنا پڑا کہ ابھی ہمارے پاس اس کا جواب نہیں ہے، ہم اس کے لیے معذرت اور مہلت چاہتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ آپ لوگوں کی معذرت اسی شرط پر قبول کی جائے گی جب آپ لوگ تحریری نامے میں اس بات کا اعتراف و اقرار کریں کہ آج ہم لوگوں کے پاس آپ کے سوال کا جواب نہیں ہے لیکن تحریر دینے سے ان لوگوں نے انکار کیا ۔ہزاروں کی تعداد میں موجود لوگوں نے جب یہ دیکھا تو انھوں نے سمجھ لیا کہ آپ کے سوال کا جواب ان لوگوں کے پاس نہیں ہے، اس طرح یہ لوگ مناظرہ ہار گئے۔
نتیجہ: یہ مناظرہ، سمل ٹولہ سمن پور میں صبح ۸ر بجے سے مسلسل ۱۲ر بجے یعنی چار گھنٹے تک ہوااور آپ نے صرف چار گھنٹے میں ہی فیصلہ کن مناظرہ کر کے قلعۂ دیوبندیت کو زمیں بوس کر دیا۔اس کا اظہار بھی ان دیوبندیوں نے اپنے ایک پوسٹر میں اس طرح کیا کہ افسوس! مناظرے میں انہوں (مفتی عبید الرحمٰن رشیدی) نے ہم لوگوں کو دھوکے میں لاجواب کر دیا، (یعنی یہ لوگ شکست قبول کرنے کے بعد بھی ہم سنیوں کو دھوکے باز کہہ رہے تھے کہ بریلوی مکتبۂ فکر کا یہ حال ہے، یہ حال ہے وغیرہ وغیرہ) یہ پوسٹر آپ کے پاس محفوظ ہے۔ اس مناظرے کا علم جب حضرت علامہ ارشد القادری علیہ الرحمہ کو ہوا تو عالم استعجاب میں پڑ گئے اور فرمایا "مولانا اتنا اچھا مناظرہ آپ نے کیسے کر لیا؟"۔

﴿مناظرہ گلسی بازار، بنگال﴾

یہ مناظرہ آپ کے اور ایک دیوبندی مولوی (جو ایک عالیہ مدرسہ کا استاذ تھا اور کافی چرب زبان تھا) کے درمیان ہوا۔ مفتی مطیع الرحمٰن رضوی صاحب نے کوّے کے مسئلے کو ہی مناظرے کا موضوع بنایا تھا اور دیوبندیوں نے یہ شرط رکھی تھی کہ دلائل صرف اور صرف قرآن

مجید اور صحاح ستہ ہی سے ہونی چاہیے۔
بحث کی جھلکی: گفتگو شروع ہوئی تو دیوبندی مناظر نے کہا کہ کوے کھانے کے ناجائز ہونے پر آپ قرآن مقدس اور صحاح ستہ کی روشنی میں دلائل پیش کریں۔ آپ نے اس کا جواب دیا لیکن وہ اِدھر اُدھر کی بحث کرتا رہا، جب آپ نے دیکھا کہ بحث طول پکڑ رہی ہے اور پھر یہ ایک خشک موضوع بھی تھا اس لیے اس خشکی کو دور کرنے اور مناظرے کو جلد سے جلد فائنل حد تک پہونچانے کے لیے آپ نے یہ تدبیر نکالی کہ یہاں (گلا سی بازار) کے لوگ بنگالی ہیں، اور ان کی زبان بنگلہ ہے، اور اردو کم سمجھتے ہیں، اس لیے اب ایسے ایسے بھاری الفاظ بولے جائے جس سے انھیں مجبوراً یہ کہنا پڑے کہ ہم لوگ اردو نہیں سمجھتے ہیں اور اس سے ایک تیر سے دو شکار بھی ہو جائے۔
ایک نکتہ: اس کے بعد آپ نے بحث کو آگے بڑھاتے ہوئے کہا "اگر غراب بشرط شی کی منزل میں ہو تو اس کا یہ حکم ہے اور لابشرط شی کی منزل میں ہو تو اس کا یہ حکم ہے اور بشرط لاشی کی منزل میں ہو تو اس کا یہ حکم ہے"۔ یہ ایسے بھاری الفاظ ہو گئے کہ وہ سمجھ ہی نہیں پائے اور کہنے لگے کہ آپ لوگ اردو بولتے ہیں تو ہم لوگ نہیں سمجھ نہیں پار ہے ہیں اس لیے بنگلہ زبان ہی میں بولیے، تب ہم لوگ مناظرہ کریں گے ورنہ نہیں کریں گے۔ تو آپ نے فرمایا کہ آپ لوگ کیسے دیوبندی ہیں کہ اردو نہیں سمجھ پار ہے ہیں؟ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تو عربی تھے لیکن جب ان کا تعلق دار العلوم دیوبند سے ہوا تو ان کو اردو بولنا آ گیا اور آپ لوگ تو اسی دار العلوم سے تعلق رکھتے ہیں تو کیا آپ لوگوں میں سے کسی کو بھی اردو نہیں آرہی ہے حالاں کہ آپ کے مولوی تو اپنی کتاب میں لکھتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اردو زبان سیکھنے کے لیے دیوبند آنا پڑا، جب کہ آپ لوگوں کا تعلق اسی دار العلوم دیوبند سے ہے، اس کے باوجود آپ لوگ گلا پھاڑ پھاڑ کر چلا رہے ہیں کہ ہم لوگ اردو نہیں سمجھ پار ہے ہیں۔
نتیجہ: دیوبندی حضرات اب جواب اور صفائی میں کہنے لگے کہ نہیں نہیں وہ تو خواب کی بات تھی۔ آپ نے فرمایا کہ اچھا آپ لوگ یہ بتائیں کہ وہ خواب سچا تھا کہ جھوٹا؟ اگر سچا خواب تھا تو جس نے بھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا ہو گا تو وہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہی دیکھا ہو گا اس لیے کہ دیکھنے والا حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو غلط نہیں دیکھ سکتا اور اگر خواب

جھوٹا تھا تو آخر آپ کے پیشواؤں نے اپنی کتاب میں اس کو بیان کیوں کیا؟اب اس میں وہ لوگ مزید لاجواب ہو گئے اور اس طرح سے ان لوگوں کو شکست فاش ہوئی۔

﴿مناظرہ آساپور، بنگال﴾

یہ مناظرہ آساپور بنگال میں مولوی اختر بھاگلپوری کے ساتھ ہوا۔اس مناظرے میں چار موضوعات تھے، جن میں ایک محفل میلاد میں قیام(جواز و عدم جواز) بھی تھااور اسی پر دیوبندیوں کا کافی شور تھاکہ پہلے اسی موضوع پر مناظرہ ہونا چاہیےاور انھوں نے یہ شرط رکھی تھی کہ قرآن مقدس اور صحاح ستہ سے دلیل پیش کی جائے گی،ان کے علاوہ کسی سے نہیں۔

آگے کیا ہوا؟: آپ نے فرمایاکہ محفل میلاد کو جو تم ناجائز کہتے اور مانتے ہو،اس کا قرآن اور صحاح ستہ میں کہیں ذکر ہے ؟تم قرآن اور صحاح ستہ سے دلیل لاؤ کہ محفل میلاد کا قیام ناجائز ہے۔؟ مولوی اختر بھاگلپوری نے کہاکہ قرآن مجید اور صحاح ستہ کسی میں بھی محفل میلاد کے قیام کا ذکر نہیں ہے تو اس سے معلوم ہواکہ محفل میلاد کا قیام ناجائز ہے۔اس کے جواب میں آپ نے فرمایاکہ مسلمان بہت ساری چیزوں کو کھاتے ہیں اور تم لوگ بھی کھاتے ہو،لیکن کہیں بھی قرآن یا حدیث میں صراحۃً ان کے کھانے کا ذکر نہیں ہے مثلاً آم کھاؤ یا نہ کھاؤ،کٹھل کھاؤ یا نہ کھاؤ، جامن کھاؤ یا نہ کھاؤ وغیرہ وغیرہ، تو کیا اب اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ سب چیزیں حرام و ناجائز ہیں اس لیے کہ ان کا ذکر صراحۃً نہ تو قرآن میں ہے اور نہ ہی حدیث میں، اگر ایسی بات ہے کہ جس کا ذکر قرآن و حدیث میں صراحۃً نہیں تو وہ نائز و حرام ہے تو تم کہہ دو کہ یہ سب (آم،جامن،کٹھل) بھی ناجائز ہیں؟اسی میں وہ لاجواب ہو گیااور اسے شکست فاش کا منھ دیکھنا پڑا۔

﴿شیر اعلیٰ حضرت مفتی عبدالمنان کلیمی﴾

ولادت: مفتی صاحب کی ولادت خاندانی روزنامچے کے مطابق ۱۸؍فروری ۱۹۵۲ء مطابق ۲۱؍جمادی الاولیٰ ۱۳۷۱ھ بروز دوشنبہ ہوئی۔

تعلیم وتربیت: پانچ سال کی عمر تک گھر ہی پر پڑھا۔اس کے بعد اپنے والد ماجد حکیم حافظ عبدالشکور صاحب کے دارالعلوم قادریہ مصباح المسلمین آئے اور ابتدائی تعلیم مکمل کی۔ پھر آپ کے والد ماجد نے آپ کو ممتازالمدرسین مفتی کلیم الدین علیہ الرحمہ کی درسگاہ علم وفضل میں داخل کر دیا۔ یہاں آپ نے گلستاں وبوستاں سے شرح جامی تک کی تعلیم پوری توجہ وانہماک سے حاصل کی اور اپنے استاذ کے حکم سے شمالی بہار کی مشہور درسگاہ دارالعلوم علیمیہ دامودر پور میں دو سال رہ کر اکتساب علم کیا۔ اخیر میں جامعہ اشرفیہ مبارک پور حضور حافظ ملت کی بافیض بارگاہ میں ۱۹۶۹ء کو آئے اور مکمل چھ سال حصول علم دین میں گزارا اور ۱۹؍اگست ۱۹۷۵ء میں تخصص فی العلوم الاسلامیہ تک کی تعلیم حاصل کر کے حضور حافظ ملت کے دست اقدس سے دستار سے نوازے گئے۔

تدریس: سب سے پہلے آپ نے تدریس کا کام جامعہ اشرفیہ میں بحکم حضور حافظ ملت معین المدرسین کی حیثیت سے انجام دیا۔ یہاں سے آپ بحیثیت نائب صدرالمدرسین اور نائب شیخ الحدیث، حضور حافظ ملت کے حکم اور محدث کبیر مدظلہ العالی کی کوشش سے جامعہ شمس العلوم گھوسی آئے اور پانچ چھ سال تک علم وفن کا فیض تقسیم کرتے رہے۔ پھر یکم ستمبر ۱۹۸۱ء کو دارالعلوم ضیاءالعلوم خیرآباد بحیثیت صدرالمدرسین رونق افروز ہوئے۔ ۱۹۸۴ء کو یہاں سے مستعفی ہوکر علامہ ارشدالقادری علیہ الرحمہ کے حکم سے دارالعلوم غوث اعظم، پوربندر گجرات آئے لیکن علمی ماحول کی کمی کے باعث صرف دو ماہ کے بعد جامعہ فاروقیہ، بھوجپور ۶؍نومبر ۱۹۸۵ء کو مسند تدریس پر متمکّن ہوئے اور ۱۹۸۹ء کو بحیثیت سربراہ اعلیٰ جامعہ اکرم العلوم مرادآباد تشریف لائے اور تادم تحریر یہیں خدمت تدریس انجام دے رہے ہیں اور مفتی شہر وقاضی شہر کی حیثیت سے جانے جاتے ہیں۔

"فتاوی امجدیہ" کی ترتیب وتدوین اور نقل واشاعت کا سہرا بھی آپ ہی کے سر ہے، "دائرۃ المعارف الامجدیہ گھوسی" کے آپ ہی بانی ہیں جس کے تحت فتاویٰ امجدیہ کی اشاعت عمل

میں آئی اور آرہی ہے، حضرت صدرالشریعہ پر سب سے پہلا سیمینار بھی آپ ہی نے گھوسی میں قیام کے دوران کرایا۔

﴿مناظرے﴾

آپ فرزاندان اشرفیہ میں اس حیثیت سے ممتاز ہیں کہ آپ نے دوران طالب علمی ہی میں استاذ کے زیر سایہ مناظرہ کی ابتدا کی اور اب تک متعدّد مناظرے کیے جن کا مختصر تذکرہ درج کیا جاتا ہے۔ واضح رہے کہ کلیمی صاحب کے مناظرہ کے حوالے سے جو بھی معلومات درج کی جارہی ہیں وہ خود انہیں کی فراہم کردہ ہیں۔

﴿مناظرہ جے نگر﴾

جامعہ اشرفیہ مبارک پور میں دوران قیام ۱۹۷۵ء میں موضع جے نگر ضلع ہزاری باغ میں بتاریخ ۱۳/ جون بعد نماز جمعہ مولوی حفظ الرحمٰن مدرس مدرسہ عظمتیہ کٹیہار سے "مسئلہ امکان کذب" کے موضوع پر مناظرہ طے ہوا۔ مدرسہ احمدیہ جے نگر کے استاذ مولانا محمّد فاروق صاحب سنی مناظر کی تلاش میں مبارک پور آئے لیکن اتفاق سے اشرفیہ میں اس وقت کوئی عالم مناظر موجود نہ تھے، سبھی حضرات تقریر وخطابت اور دیگر دینی خدمات کی غرض سے بیرون مبارک پور گئے تھے صرف شمس العلما مولانا قاضی شمس الدین احمد (مصنف قانون شریعت) علیہ الرحمہ صدرالمدرسین جامعہ اشرفیہ، موجود تھے اس لیے مولانا فاروق صاحب نے شمس العلما سے مناظرہ میں شرکت کے لیے پیہم اصرار کیا آپ نے آمادگی ظاہر کی اور ساتھ میں کلیمی صاحب کو بھی چلنے کا حکم دیا۔ کلیمی صاحب آپ کے ساتھ چلے توراستہ میں آپ نے فرمایا کہ کلیمی میں اس مناظرہ کی صدارت کروں گا اور تمہیں مناظرہ کرنا ہے۔ مناظر کی حیثیت سے میں تمھارے نام کا اعلان کروں گا۔ دونوں حضرات ۱۲/ جون کو جے نگر پہنچے لیکن دیوبندیوں کی طرف سے کوئی نہیں آیا پھر مناظرے کا پروگرام جلسہ میں تبدیل ہوگیا اور علماے اہل سنت نے اپنی تقریروں میں احقاق حق اور ابطال باطل فرمایا جس سے قوم نے اچھی طرح جان لیا کہ حق پر کون ہے۔

﴿مناظرہ پریہار، بہار﴾

صدر اور مناظر: قصبہ پریہار ضلع سیتا مڑھی میں "سلام وقیام" کے موضوع پر دیوبندیوں سے

مناظرہ ہونا طے پایا۔ اہل سنت کی جانب سے صدر مصنف "شان خطابت" مولانا مصلح الدین قادری اور مناظر مفتی عبدالمنان کلیمی صاحبان منتخب ہوئے اور دیوبندیوں کی طرف سے صدر مولوی محمود فاضل دیوبند اور مناظر مولوی عبدالسمیع فاضل دیوبند مقرر کیے گئے۔

بحث و مباحثہ: کلیمی صاحب نے ابتدا میں فرمایا کہ سب سے پہلے موضوع کے متعلّق اپنے موقف واضح کریں تاکہ بحث کے دوران آسانی ہو۔ ہمارے نزدیک سلام و قیام جائز و مستحسن اور باعث خیر و برکت ہے۔ آپ کے نزدیک سلام و قیام کیا ہے، اپنے موقف کا اظہار کریں؟ لیکن دیوبندی مناظر ہزار کوششوں کے باوجود اپنے موقف کا اظہار کرنے سے گریز کرتا رہا۔ کلیمی صاحب نے دیکھا کہ حریف موقف کا اظہار نہیں کر رہا ہے اور وقت بھی ضائع ہو رہا ہے اس لیے آپ نے بحث کا سلسلہ آگے بڑھایا اور آپ نے اس کے ہر اعتراض کا ایسا دنداں شکن جواب دیا اور ساتھ ہی ایسے سوالات قائم کیے کہ وہ بالکل خاموش ہو گیا۔

فیصلہ: حق و باطل کے درمیان یہ مناظرہ فیصلہ کن رہا جس میں دیوبندی مناظر کو اپنی شکست کا اقرار کرنا پڑا۔ اس مناظرہ کی مکمل روداد "قصبہ پریہار کا فیصلہ کن مناظرہ" کے نام سے شائع ہو چکی ہے۔

﴿مناظرہ مراد آباد﴾

مناظر: اہل سنت کی نمائندگی کلیمی صاحب فرمارہے تھے جبکہ دیوبندیوں کی نمائندگی مولوی انظر شاہ کشمیری ولد انور شاہ کشمیری نے کی۔

خصوصیت: ۳؍ستمبر ۲۰۰۶ء کو ہونے والے اس مناظرے کی خصوصیات میں یہ ہے کہ یہ "سہارا سمے" (Sahara Samay) ٹی وی چینل پر ہوا جو ایک سو سڑسٹھ ممالک میں براہ راست نشر کیا گیا۔ دوسری خصوصیت یہ ہے کہ اہل سنت کی طرف سے تن تنہا کلیمی صاحب تشریف فرما تھے جب کہ دیوبندیوں کے کئی علما و دانشور موجود تھے جن میں ڈاکٹر نصیر احمد اور ڈاکٹر طاہر محمود قابل ذکر ہیں۔

اس مناظرے کا موضوع "علماے دیوبند کی تکفیر ان کی تصنیفات کی روشنی میں" تھا۔ کلیمی صاحب نے اس موضوع پر نہایت شائستگی اور متانت کے ساتھ حقائق و دلائل کی روشنی میں احقاق حق اور ابطال باطل فرمایا اور ان کے سوالات کا ایسا دنداں شکن جواب دیا کہ ایوان باطل میں زلزلہ برپا ہو گیا اور ہر طرف سناٹا چھا گیا۔ علاوہ ازیں پوری دنیا سے مجدد اعظم اعلیٰ حضرت کے

فتویٰ تکفیر اور علمائے دیوبند کے عقائد باطلہ کے بارے میں چینل کے ذریعہ آپ سے سوالات کیے گئے جن کے آپ نے بروقت جوابات دیے۔

نتیجہ: اس مناظرہ کے نتیجے کا اندازہ اس سے بخوبی ہوتا ہے کہ چینل ڈائریکٹر کی رپورٹ کے مطابق ایک سو ساٹھ ممالک کے تقریبًا ایک کروڑ وہ لوگ جو صلح کلی اور مذبذب تھے سنی صحیح العقیدہ ہوگئے۔ اور ایک لاکھ ایسے تھے جنہوں نے دیوبندی عقیدے سے توبہ کرکے مسلک اہل سنت کو قبول کرلیا۔

﴿مناظرہ اٹارسی﴾

اس مناظرہ کا انعقاد ۱۲،۱۱،۱۰ر فروری ۲۰۰۸ء کو شہر اٹارسی صوبہ مدھیہ پردیش میں ہوا۔ مناظر اہل سنت کی حیثیت سے مفتی مطیع الرحمٰن صاحب پورنوی، صدر کی حیثیت سے مفتی مجیب اشرف صاحب ناگپوری اور معاون مناظر کی حیثیت سے مفتی عبدالمنان صاحب کلیمی شریک مناظرہ رہے۔ دیوبندیوں کی طرف سے بحیثیت مناظر مولوی نذر محمدؐ مدعو کیا گیا اور مولوی طاہر گیاوی اور مولوی عبدالمالک بھی مناظرہ میں موجود تھے۔ بقول کلیمی صاحب اس مناظرہ میں مولوی نذر محمدؐ نے ایسی جہالت وحماقت کا مظاہرہ کیا جس پر علمائے دیوبند بھی دانتوں سے انگلیاں کاٹتے ہوئے نظر آئے۔ مناظرہ میں کلیمی صاحب اگرچہ بحیثیت معاون مدعو تھے لیکن کسی کسی وقت جب دیوبندی مناظر کی بے جا گفتگو پر سخت نوٹس لیتے تو دیوبندی علما ساکت وصامت نظر آتے۔

﴿مناظرہ پنگنور ضلع چتور، اے پی﴾

مناظرہ کیوں ہوا؟: ریاست آندھرا پردیش ضلع چتور کا ایک علاقہ پنگنور ہے۔ یہاں دیوبندیت اکثریت میں اور سنیت اقلیت میں ہے۔ اپنی اکثریت کے نشے میں ایک مرتبہ دیوبندیوں نے عرس کے بارے میں تنازع پیدا کیا جس کے سبب پولس انتظامیہ نے اپنی ذمہ داری میں عرس کروایا۔ یہاں ناکامی کے بعد انہوں نے سنیوں کی مسجد میں زبردستی تبلیغی نصاب شروع کرنا چاہا لیکن سنیوں نے ایسا نہ ہونے دیا جس پر دیوبندیوں نے مناظرہ کا چیلنج دے دیا جسے سنیوں نے قبول کرلیا۔ پھر پنگنور کے مسلمانوں نے مرکز اہل سنت جامعہ حضرت بلال کے اساتذہ سے رابطہ کیا اور

یہ حضرات سرگرم عمل ہوگئے اور علم وفضل اور رعب دبدبہ کے مالک مناظرین سے رابطہ شروع کیا۔ ادھر مختلف مراحل کی گفتگو کے بعد ۱۰ر جولائی بروز اتوار مناظرہ کی تاریخ اہل سنت اور دیوبندیوں کے مابین طے ہوگئی۔

آگے کیا ہوا؟: دیوبندیوں نے پہلے سے سازش کر رکھی تھی کہ مناظرہ ہاریں یا جیتیں بند کمرے میں مناظرہ کرکے اپنی فتح کا جشن منائیں گے۔ سنیوں کو جب اس کی خبر ہوئی تو پولس محکمہ سے مطالبہ کیا کہ مناظرہ کھلے میدان میں کرائے لیکن پولس محکمہ بھی انہیں کی حمایت میں تھا اس لیے پولس محکمہ نے لا اینڈ آرڈر (law and order) کا بہانہ بنایا۔ سنیوں نے ہر بہانے کو رد کردیا جس سے مجبور ہوکر پولس نے دونوں طرف سے چالیس چالیس آدمیوں کو مناظرہ گاہ میں جانے کی اجازت دے دی۔ وقت مقررہ پر سنی مناظرین مناظرہ گاہ پہنچ گئے جن میں بحیثیت صدر مفتی عبدالمنان صاحب کلیمی، بحیثیت مناظر مفتی اخترحسین علیمی صاحب کے نام قابل ذکر ہیں۔ مناظرہ گاہ پہنچنے کے بعد سنیوں نے پولس انتظامیہ سے دیوبندی مناظرین کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا کہ ہم ابھی ان لوگوں کو لاتے ہیں۔ تقریبًا چار گھنٹے کی محنت کے باوجود پولس محکمہ دیوبندی مناظرین کو لانے سے قاصر رہا۔ بالآخر پولس نے معذرت طلب کرتے ہوئے سنیوں سے کہا کہ ہم نے پوری کوشش کرلی مگر وہ آنے کے لیے تیار نہیں ہیں۔ وجہ دریافت کرنے پر انہوں نے بتایا کہ شاید آپ کے مناظروں کا نام پڑھ لینے کے بعد وہ ڈر گئے۔

نتیجہ: اتنا سننے کے بعد سنیوں میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ پولس افسران کو بھی ماننا پڑا کہ سنی بریلوی حق پر ہیں۔ پھر سنیوں نے پولس کی اجازت سے ایک گھنٹہ جشن فتح کا پروگرام کیا۔ بقول کلیمی صاحب وہاں کے بہت سارے علمانے بتایا کہ مولوی طاہر گیاوی اور نذر محمدؔ وغیرہ ٹی وی چینل اور شہر اٹارسی میں آپ کے مناظروں کی دھمک سے مقابلہ کے لیے نہ آئے۔

﴿مناظرہ کشمیر﴾

اس مناظرہ کی ساری معلومات کلیمی صاحب کی زبانی پیش کی جارہی ہے۔ آپ فرماتے ہیں: ''اسلام آباد سری نگر کشمیر میں علمائے اہل سنت اور علمائے دیوبند کے درمیان ''علم غیب

رسول ﷺ اور حاضر و ناظر" وغیرہ موضوعات پر بتاریخ یکم جولائی ۲۰۱۲ء ایک زبردست مناظرے کا پروگرام طے ہوا۔ علمائے اہل سنت کی قیادت وہاں کے جلیل القدر عالم دین حضرت علامہ مفتی عبدالرشید صاحب داؤدی سربراہ تحریک صوت الاولیاء فرمار ہے تھے۔ مناظرہ کا وقت صبح آٹھ بجے سے طے ہوا تھا۔ میں (کلیمی صاحب) بحیثیت صدر اور مفتی اختر حسین علیمی بحیثیت مناظر اور مفتی محمد اسلم صاحب مصباحی بذریعہ ہوائی جہاز بتاریخ ۳۰/ جولائی جامعہ صوت الاولیاء پہنچ گئے۔ دیوبندی علما کی طرف سے دو مفتی وہاں پہنچے تھے لیکن جب ان لوگوں نے علما کی فہرست میں میرا نام پڑھا تو ہزار کوششوں کے باوجود علمائے دیوبند نے علمائے اہل سنت سے مناظرہ کرنے سے انکار کر دیا۔ تقریبًا ایک روز تک ہم لوگ مناظرہ گاہ میں رہے لیکن وہ لوگ مناظرہ کے لیے نہ آئے۔ اس کے بعد جامعہ صوت الاولیاء میں علامہ داؤدی صاحب کی قیادت میں ایک زبردست جشن فتح کا اہتمام کیا گیا۔

﴿مولانا منور حسین عزیزی مصباحی، گورکھپور﴾

ولادت: آپ کی ولادت ۹؍مارچ ۱۹۴۸ء کو اتر پردیش کے ضلع گورکھپور موضع آراضی چلبلوا، بھٹہٹ بازار میں صوفی محمدّ شہاب الدین عرف چھوٹے میاں کے گھر ہوئی۔

تعلیم وتربیت اور تدریس: آپ کی ابتدائی تعلیم والد ماجد کے زیر نگرانی ہوئی پھر دارالعلوم اشرفیہ مبارک پور میں داخلہ لیا اوراعدادیہ سے فضیلت تک کی تعلیم حاصل کی اور ۱۹۶۸ء میں سند و دستار فضیلت سے نوازے گئے۔ بعد فراغت قصبہ بھٹہٹ میں واقع پٹیل انٹر کالج میں اشرفیہ کی سند سے سرکاری ملازمت مل گئی اور بیالیس سال تک لکچرر کی حیثیت سے علمی، ادبی، دینی، قومی اور مسلکی خدمات سے علاقہ کو فیض پہنچاتے رہے جس کی بنا پر آپ کو جامعہ کاملیہ مفتاح العلوم کولہوئی بازار کے ذمہ داران کی طرف سے ۱۰؍فروری ۲۰۱۳ء کو عالمی کاملی ایوارڈ سے سرفراز کیا گیا۔

بیعت وارادت: فراغت کے بعد ہی آپ حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ کے دست مبارک پر بیعت وارادت کے شرف سے سرفراز ہوئے۔

تصنیف: آپ کے قلم سے اب تک جو کتابیں معرض وجود میں آئی ہیں ان کے اسما یہ ہیں: (۱) فلسفۂ قربانی (۲) مشرقی یوپی میں علماے اہل سنت کی دینی وملی خدمات (۳) فاضل بریلوی کی اردو خدمات (۴) نغمۂ انور (نعتیہ مجموعہ)۔

﴿مناظرے﴾

آپ نے اپنی تبلیغی سرگرمیوں کے درمیان اہل سنت کی نصرت وحمایت اور باطل کی تردید میں بد مذہبوں سے کئی مناظرے کیے۔ آپ کے مناظروں کے متعلّق مولانا عبد السلام قادری صاحب پرنسپل دار العلوم اہل سنت فیض العلوم ضلع گورکھپور نے جو معلومات فراہم کیں وہ درج ذیل ہیں۔

﴿مناظرہ آبادی سکھنی ضلع گورکھپور﴾

پس منظر: آپ ہر جمعہ کو فرصت نکال کر علاقہ کی مساجد میں لوگوں کے درمیان مسلک اہل سنت کی نشرواشاعت کیا کرتے تھے، آپ کی یہ سرگرمیاں دیکھ کر بد مذہبوں نے ایک دفعہ آپ کو ”علم

غیب رسول ﷺ اور صلوٰۃ وسلام کی شرعی حیثیت" پر مناظرے کا چیلنج دیا جس پر آپ نے اپنی رضامندی ظاہر کر دی۔ آپ نے اہل سنت کی نمائندگی کی جب کہ آپ کے مقابلے میں بہت سے دیوبندی مولوی بلائے گئے تھے جن میں خصوصیت کے ساتھ مولوی عبد الحکیم اور مولوی غلام حسین کے نام شامل ہیں۔

مناظرہ کی جھلک: مناظرہ کی ابتدا میں دیوبندیوں نے ایک گھنٹے تک بکواس اور اِدھر اُدھر کی باتیں کیں اس کے بعد حضرت نے بدمذہبوں کے اعتراضات کا قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب دیا ابھی حضرت کی بات ختم نہ ہو پائی تھی کہ اعلان کیا گیا کہ آپ کا وقت پورا ہو گیا جسے سنتے ہی عوام مشتعل ہو گئی اور افراتفری کا ماحول پیدا ہو گیا، دیوبندی مناظر نے موقع غنیمت جان کر رفوچکر ہو گیا۔

نتیجہ: دیوبندی علما کے بھاگنے کے بعد عوام نے مطالبہ کیا کہ انھیں اسٹیج پر لایا جائے لیکن کوئی اسٹیج پر آنے کی جرأت نہ کر سکا پھر مجمع سے تکبیر ورسالت کے فلک شگاف نعرے بلند ہونے لگے اور تقریباً ڈھائی سو افراد دیوبندی عقائد سے تائب ہو گئے۔

اس کے علاوہ آپ نے اور بھی مناظرے کیے لیکن چوں کہ وہ جلسہ نما تھے اس لیے ان کے ذکر سے قلم انداز کیا جاتا ہے۔

﴿مفتی عبدالحمید حامد القادری، ویشالی﴾

پیدائش: تھتیاں شریف، بلور ضلع مظفر پور کے ایک بزرگ شاہ محمدّ نمازی تیغی علیہ الرحمہ کے روحانی گھرانے میں ۱۳۶۶ھ مطابق ۱۹۴۶ء کو مفتی صاحب کا آفتاب حیات طلوع ہوا۔

تعلیم و تربیت: ابتدائی تعلیم گاؤں کی ایک مسجد میں حضرت شاہ محمدّ علاؤالدین علیہ الرحمہ کے ماتحت ہوئی۔ اعلیٰ تعلیم کے لیے بہار کے مرکزی دینی و علمی ادارہ دارالعلوم علیمیہ دامودر پور مظفر پور ۱۹۵۸ء میں تشریف لائے اور یہیں سے سند فضیلت حاصل کرنے کے بعد صرف ایک سال کے لیے جامعہ اشرفیہ مبارک پور حافظ ملت کی بارگاہ میں اکتساب فیض کے لیے حاضر ہوئے اور دورۂ حدیث کی تکمیل کر کے دستار فضیلت حاصل کی۔

تدریس: آپ نے شمس العلوم گھوسی میں بحیثیت صدر مدرس، مدرسہ احسن المدارس کانپور میں نائب صدر اور جامعہ مدینۃ العلوم پھکولی شریف مظفر پور میں بحیثیت سربراہ اعلیٰ تدریسی خدمات انجام دیں۔ اب اسی موٴخر الذکر جامعہ میں بحیثیت سرپرست تدریس سے منسلک ہیں۔

تحریر و قلم: آپ ایک کہنہ مشق قلم کار اور بہترین مصنف ہیں۔ آپ کے مضامین ہند و پاک کے درجنوں ماہناموں اور رسائل و جرائد میں شائع ہوئے ہیں اور یہ سلسلہ ہنوز جاری ہے۔ علاوہ ازیں متعدّد کتابیں آپ کے سیال قلم سے معرض وجود میں آئیں۔ ان میں سے چند کے نام یہ ہیں: (۱) ریاض طریقت (۲) مشکوٰۃ نبوت (۳) فیضان شریعت (۴) چالیس احادیث مبارکہ (۵) رویت ہلال (۶) دعوت اتحاد (۷) ساغر کوثر (۸) جلوۂ نمازی وغیرہ، ہر سال تیغی جنتری بھی شائع کرتے ہیں۔

﴿مناظرے﴾

مفتی صاحب نے اہل سنت کی حمایت اور اہل باطل کی تردید میں کئی مناظرے کیے ہیں۔ آپ کے مناظروں کے متعلّق مولانا حسان رضا مصباحی نے جو مواد فراہم کیے انہیں کی روشنی میں مختصر تفصیل درج کی جارہی ہے۔

﴿مناظرہ برما ضلع ویشالی﴾

مناظرہ کیوں ہوا؟: برما ضلع ویشالی کی سنیت پر شب خوں مارنے کے ارادے سے تبلیغیوں کی

آمد و رفت شروع ہوئی اور وہ اپنے عقائد و نظریات کی نشر و اشاعت میں مصروف ہوگئے۔ مفتی صاحب کو جب اس کی خبر ہوئی تو ان کا تعاقب کیا اور ان کی کوششیں ناکام کرنے کے لیے تگ و دو شروع کر دی۔ جس کے سبب تبلیغیوں نے مناظرہ کا چیلنج دے دیا جسے مفتی صاحب نے بخوشی قبول کر لیا اور موضوع "جنتی کون، سنی یا وہابی؟" متعیّن ہوا۔

کچھ اور: مفتی صاحب سے مناظرے کے لیے دیوبندیوں نے صوبہ بہار میں اپنے سب سے عظیم ادارہ "جامع العلوم" کے شیخ الحدیث مولوی یعقوب کو دعوت دی۔ وقت مقررہ پر مناظرہ شروع ہوا اور بحث چلتی رہی۔ دوران مناظرہ مولوی یعقوب نے ایک حدیث پڑھی جس کا مفہوم ہے کہ عنقریب میری امت تہتر فرقوں میں بٹ جائے گی جن میں سے سب جہنمی ہوں گے صرف ایک جنتی ہوگا۔ اس پر مفتی صاحب نے سوال کیا کہ آپ ہم اہل سنت بریلوی حضرات کو جنتی کہتے ہیں یا جہنمی؟ مولوی صاحب نے کہا کہ ہم آپ کو جنتی کہتے ہیں۔ پھر مفتی صاحب نے سوال کیا کہ اب آپ اپنے اور سارے دیوبندیوں کے بارے میں بتائیں کہ آپ جنتی ہیں یا جہنمی؟ مولوی صاحب تھوڑی دیر سکوت کے عالم میں کھوئے رہے پھر جواب دیا کہ ہم لوگ بھی جنتی ہیں۔ اتنا سنتے ہی مفتی صاحب نے گرجدار آواز میں کہا کہ جب مالک جنت ﷺ نے صرف ایک فرقہ کو جنتی قرار دیا تو آپ کون ہیں جو دوسروں کو جنتی بنانے چلے ہیں۔ پھر کیا تھا ایوان دیوبندیت میں زلزلہ برپا ہو گیا اور سارے دیوبندی منہ چھپائے مناظرہ گاہ سے بھاگ کھڑے ہوئے۔

﴿مناظرہ بموقع حج بیت اللہ﴾

پس منظر: ۱۳۹۹ھ/۱۹۷۹ء میں مفتی صاحب حج بیت اللہ شریف سے شرف یاب ہوکر واپس آرہے تھے۔ کشتی میں روانگی اور واپسی میں آپ کے پیچھے علاحدہ نماز ادا کرتے ہوئے لوگوں کو دیکھ کر دیوبندیوں کو تکلیف ہوئی اور فتنہ انگیزی شروع کر دی اور کشتی میں گھوم گھوم کر کہنے لگے کہ آپ لوگوں نے امام حرم کی اقتدا میں نماز نہیں پڑھی اس لیے آپ لوگوں کا حج نہ ہوا۔ یہ سن کر بھولے بھالے مسلمان فکرمند ہوگئے اس لیے ان کی بے جا باتوں کا جواب دینے کے لیے دوسرے حساس مسلمانوں نے انہیں دعوت مناظرہ دی اور دیوبندیوں نے خوش فہمی میں مناظرہ کے لیے آمادگی ظاہر کر دی۔

قابل دید منظر: اس کے بعد مفتی صاحب اور جہاز میں موجود تمام دیوبندی علما کے مابین مناظرہ شروع ہوا۔ مفتی صاحب نے ابتداءً ایک پرچہ پر کچھ سوالات تحریر کرکے دیوبندیوں سے جواب کا مطالبہ کیا۔ سوالات میں سے کچھ یہ ہیں: (۱) امام حرمین کی اقتدا میں نماز پڑھنا فرض ہے یا واجب؟ (۲) جو دوران حج ایک وقت کی بھی نماز نہ پڑھے لیکن حج کے تمام ارکان اور واجبات کی ادائیگی کرے اس کا حج ہوگا یا نہیں؟ (۲) حج اور نماز میں کیا تعلق ہے؟ ان سوالوں کو دیکھ کر نوجوان دیوبندی علما نے جواب لکھنے کا ارادہ کیا لیکن تجربہ کار اور عمر دراز علما نے انہیں منع کیا کیوں کہ وہ سوال کے تیور سے سمجھ گئے کہ جواب دینے میں اپنی شکست ہے۔ پھر دیوبندی علما بغیر جواب دیے مناظرہ گاہ سے اٹھ کھڑے ہوئے۔ اس کے بعد تو ان کی یہ حالت ہوئی کہ جس کے بھی ہاتھ میں کوئی کاغذ کا ٹکڑا دیکھتے خوف سے دوسری راہ نکل لیتے۔

ان کے علاوہ دیگر مناظروں میں بھی مفتی صاحب کی شرکت ہوئی لیکن بحیثیت مناظر نہ ہوئی اس لیے ان سے صرف نظر کیا جاتا ہے۔

﴿مصلح قوم وملت مولانا محمدّ عبدالمبین نعمانی قادری﴾

ولادت اور تعلیم وتربیت: آپ کی ولادت ۱۹۵۲ء میں محلہ چھتن پورہ، بنارس میں ہوئی۔ ناظرہ قرآن تک کی تعلیم گھر پر حاصل کی پھر بنارس کے مختلف مدارس و مکاتب میں ابتدائی اور متوسطات تک کی تعلیم حاصل کی۔ زیادہ تر عربی کی تعلیم مولانا عبدالسلام نعمانی سے پرائیویٹ حاصل کی پھر انھیں کی اجازت سے دارالعلوم اشرفیہ مبارک پور آئے اور دوسال حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ اور دیگر اساتذہ اشرفیہ سے تحصیل علم کرکے ۱۳۸۹ھ/۱۹۶۹ء میں سند و دستار فضیلت حاصل کی۔

بیعت و خلافت: حضرت مولانا سید کاظم پاشا قادری حیدرآبادی کے مشورہ سے شہزادۂ اعلیٰ حضرت، حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کے دست حق پرست پر بیعت کی۔ اجازت و خلافت خلیفہ و تلمیذ اعلیٰ حضرت، حضور برہان ملت علیہ الرحمہ اور حضور امین ملت سید شاہ محمدّ امین سجادہ نشیں خانقاہ برکاتیہ مارہرہ شریف سے حاصل ہے۔

تدریس: مدرسہ بحرالعلوم بنارس، مدرسہ بحرالعلوم خلیل آباد، بستی، مدرسہ مدینۃ العلوم بنارس، مدرسہ تنویرالعلوم جین پور اعظم گڑھ، دارالعلوم ضیاءالاسلام ہوڑہ، دارالعلوم غوثیہ نظامیہ ذاکر نگر جمشید پور، دارالعلوم قادریہ چریاکوٹ مئو میں آپ نے تدریسی خدمات انجام دیں۔ علاوہ ازیں جامعہ اشرفیہ مبارک پور میں بحیثیت لائبریرین دوران قیام، یوں ہی الجامعۃ الرضویہ پٹنہ سٹی میں حیات اعلیٰ حضرت کی ترتیب وتدوین کے دوران طلبہ کو متعدّد کتابوں کا درس دیا۔

تصنیف: تصنیف و ترتیب کے ذریعہ منظر عام پر آنے والی کتابوں کی تعداد تقریبا چالیس ہے۔ تصحیح کتب اور تربیت تصنیف میں زیادہ وقت صرف ہوتا ہے۔ فی الحال دارالعلوم قادریہ چریاکوٹ اور المجمع الاسلامی مبارک پور میں اعزازی طور سے خدمات انجام دے رہے ہیں اور دعوت و تبلیغ کے کاموں میں مصروف ہیں۔ آپ کی کتابوں میں سے چند کے نام یہ ہیں: (۱) ارشادات اعلیٰ حضرت (۲) نظر حبیب (سوانح مجاہد ملت) (۳) انوار فضائل قرآن (۴) شیخ الحدیث مولانا سردار احمد (۵) امام احمد رضا اور ان کی تعلیمات (۶) مراسم محرم (۷) احوال قبر (۸) ارکان اسلام وغیرہ۔

﴿مناظرے﴾

آپ نے کئی مناظروں میں شرکت کی ہے۔ان میں سے وہ مناظرہ قابل ذکر ہے جس میں آپ نے بحیثیت مناظر شرکت کی ہے۔آپ کے اسی مناظرہ کی تفصیل ذیل میں درج کی جا رہی ہے۔

﴿مناظرہ بھینسوڑہ، چندولی﴾

پس منظر: نوگڑھ چندولی (یوپی) کے قریب ایک چھوٹا سا گاؤں بھینسوڑہ ہے جو پسماندہ علاقہ اور تعلیم سے کوسوں دور ہے۔ وہاں کے دو طالب علم دارالعلوم چریاکوٹ مئو میں زیر تعلیم تھے کہ اسی دوران مولانا تفضل حسین صاحب (اہرورہ، مرزاپور) کا فون حضرت کے پاس آیا کہ بھینسوڑہ میں قادیانی بچوں کو پڑھا رہا ہے اور آپ کچھ نہیں کرتے، حضرت نے کہا کہ مجھے معلوم نہیں، نہ میں کبھی وہاں گیا ہوں، وہاں کے جو طلبہ پڑھتے ہیں ان سے معلوم کرکے حتی المقدور اس فتنے کے ازالے کی کوشش کروں گا۔ وہاں کے طلبہ سے آپ نے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ وہاں ایک مولوی ہے جو بچوں کو پڑھاتا ہے، لوگ اسے قادیانی کہتے ہیں۔ حضرت نے ان طلبہ کو سخت تنبیہ کی کہ اب تک کیوں نہیں بتایا۔ بہرحال حضرت ان طلبہ کو لے کر بنارس، چکیا اور نوگڑھ ہوتے ہوئے بھینسوڑہ گاؤں عصر کے وقت پہنچے اور نماز عصر کے بعد لوگوں نے آپ کو دکھایا کہ یہی قادیانی ہے تو آپ نے اس کے مقابل بیٹھ کر اس سے بحث و مباحثہ شروع کر دیا۔

مناظرہ کی جھلکیاں: سب سے پہلے آپ نے سوال کیا کہ آپ کا نام کیا ہے اور آپ کہاں سے آئے ہیں؟ اس نے کہا علی گڑھ سے آیا ہوں۔ پھر آپ نے پوچھا کہاں تعلیم حاصل کی؟ اس کے جواب میں اس نے علی گڑھ ہی کے ایک غیر معروف مدرسے کا نام لیا (غالباً وہ کوئی قادیانی مدرسہ تھا) اس کے بعد آپ نے پوچھا کہ آپ کا مسلک کیا ہے؟ کہا، مسلمان ہوں۔ پھر آپ نے سوال کیا کہ کس جماعت سے تعلق رکھتے ہیں؟ اس نے کہا مسلمان جماعت سے، پھر آپ نے سوال کیا، کیا آپ قادیانی ہیں؟ اس نے کہا، تو کیا ہوا؟ آپ نے کہا کہ قادیانیوں پر کفر کا فتوی ہے، اس نے کہا، کافر کس نے کہا؟ علما تو سب کو کافر کہتے پھرتے ہیں۔ اس کے بعد آپ نے پوچھا کہ غلام احمد قادیانی کو آپ کیا سمجھتے ہیں؟ اس پر کہا، میں ان کو عالم اور مجدد سمجھتا ہوں۔ آپ نے کہا جو

نبوت کا دعویٰ کرے وہ مسلمان نہیں کافر ہے کہ یہ قرآن کے صریح خلاف ہے قرآن میں حضور اقدس ﷺ کو خاتم النبیین کہا گیا ہے اس لیے اس کے بعد کسی کا دعوئ نبوت باطل ہے اور قرآن کے صریح خلاف ہونے کی وجہ سے کفر ہے اور جو کسی کھلے کافر کو جان بوجھ کر مسلمان سمجھے وہ بھی کافر ہے چہ جائے کہ اس کو عالم و پیشوا جانے، لہذا آپ کا حکم بھی یہی ہے، اس پر قادیانی صاحب تلملا اٹھے اور کہا کہ کیا آپ جانتے ہیں کہ نبوت کی کتنی قسمیں ہیں؟ جواب میں آپ نے کہا کہ نبوت کی جتنی بھی قسمیں ہوں یہاں اس کی بحث ہی نہیں، البتہ یہ بات مسلمانوں کے درمیان مسلمات سے ہے کہ حضور ﷺ کے بعد اب قیامت تک کوئی نبی و رسول نہیں آسکتا، حضور آخری نبی ہیں، اس کا انکار ضروریات دین کا انکار ہے اور ضروریات دین کا انکار کفر ہوتا ہے۔ اس نے کہا کہ آپ یہاں شانتی بھنگ کرنے آئے ہیں؟ میں تو یہاں کسی فرقے اور عقیدے کی بات نہیں کرتا، بچوں کو پڑھاتا ہوں اور قوم کی خدمت کرتا ہوں۔ اس کے بعد حضرت نے کہا کہ میں شانتی بھنگ کرنے نہیں آیا ہوں بلکہ شانتی آپ بھنگ کر رہے ہیں کہ یہاں کے مسلمانوں کو گمراہ کرنا چاہتے ہیں اور ان کو قادیانی بنانا چاہتے ہیں۔ میں یہاں اپنے مسلمان بھائیوں کو یہ بتانے آیا ہوں کہ قادیانی کیا ہے تاکہ ان کا ایمان محفوظ رہے اور لوگ آپ کے چنگل میں نہ آئیں، ایک عالم ہونے کی حیثیت سے ہم پر یہ فرض ہے۔

نتیجہ: اس مناظرے کا یہ نتیجہ ہوا کہ بحث و مباحثہ کے بعد حضرت کے مشورے پر لوگوں نے ایک جلسہ کا انتظام کیا جس میں آپ نے ایک ڈیڑھ گھنٹہ "ختم نبوت اور قادیانیت" پر تقریر فرمائی، لوگوں کو اس فتنے کی ہلاکت خیزی سے آگاہ کیا اور کہا فوراً اس قادیانی کو گاؤں سے نکالو، لوگوں نے رات کا عذر کیا اس لیے اسے رات کو چھوڑ دیا گیا اور جلسہ کا اختتام صلوۃ و سلام پر ہو گیا۔ پھر فجر کی اذان ہوئی تو نماز کے بعد آپ واپس بنارس آ گئے۔ کچھ دنوں کے بعد لوگوں نے اس قادیانی کو گاؤں سے نکال دیا۔ اس طرح آپ کے بروقت اقدام سے لوگوں کے ایمان و عقیدے برباد ہونے سے محفوظ ہو گئے۔

﴿شیر نیپال مفتی جیش محمّد برکاتی، نیپال﴾

ولادت: ملک نیپال ضلع دھنوشا میں شہر جنک پور سے تقریباً تین کلو میٹر کے فاصلے پر ایک بستی لہنہ واقع ہے۔ اسی بستی میں آباد جاسم علی صدیقی کے گھر ۸؍ ربیع النور ۱۳۶۸ھ /۱۹۴۷ء کو آپ پیدا ہوئے۔

تعلیم و تربیت اور تدریس: درس نظامی کی ابتدائی تعلیم نیپال کی مرکزی درسگاہ دارالعلوم قادریہ مصباح المسلمین میں ہوئی۔ یہاں سے بہار کی عظیم درسگاہ دارالعلوم علیمیہ دامودر پور ضلع مظفر پور آئے اور وہاں متوسطات تک کی تعلیم حاصل کی۔ پھر ۱۳۸۴ھ /۱۹۶۳ء میں جامعہ رضویہ منظر اسلام بریلی شریف تشریف لائے اور اس کے بعد کی تعلیم حاصل کی۔ اخیر میں مشفق اساتذہ کے مشورے پر جامعہ اشرفیہ مبارک پور ۱۳۸۵ھ /۱۹۶۴ء کو آئے اور ۱۰؍ شعبان ۱۳۸۶ھ /۱۹۶۵ء میں دستار فضیلت سے نوازے گئے۔ بعد فراغت تدریس کی جانب متوجہ ہوئے اور دارالعلوم علیمیہ دامودر پور میں ایک سال تک درس و تدریس کی خدمت انجام دی۔ پھر دارالعلوم حنفیہ غوثیہ جنک پور دھام بغرض تدریس تشریف لائے اور اب تک یہیں تدریسی خدمات انجام دے رہے ہیں۔

بیعت و خلافت: آپ کو بیعت و خلافت کا شرف سید العلما حضرت علامہ سید آل مصطفیٰ مارہروی علیہ الرحمہ سے حاصل ہے۔ علاوہ ازیں احسن العلما علیہ الرحمہ، حضور نظمی میاں، حضور ازہری میاں، حضرت علامہ فضل الرحمٰن مدینہ منورہ، مولانا سید محمّد عارف میاں سابق شیخ الحدیث جامعہ رضویہ منظر اسلام بریلی شریف اور حضرت سید احمد علی رضوی اجمیر شریف سے بھی اجازت و خلافت حاصل ہے۔

تصنیف: آپ کی یادگار کتابیں یہ ہیں: (۱) فتاوی برکات (دس حصے) (۲) بیس رکعت تراویح کا ثبوت (۳) مختصر سوانح عربی (خود نوشت) (۴) تحفۂ برکات (۵) اذان ثانی کا حکم۔

﴿مناظرے﴾

آپ نے متعدّد مناظروں میں اہل سنت کی نمائندگی کی اور اہل سنت کا سر بلند کیا۔ جن مناظروں میں شرکت کی وہ درج ذیل ہیں۔

﴿مناظرہ باسوپٹی﴾

سبب: ۱۳۹۲ھ مطابق ۱۹۸۳ء کو ضلع مدھوبنی باسوپٹی میں ایک مشترکہ اجلاس ہوا جس میں شیر نیپال صاحب نے میلاد و قیام کو جائز و مستحسن قرار دیتے ہوئے اسے قرآن و حدیث سے ثابت فرمایا۔ دوران تقریر جلسہ میں موجود مولوی عین الحق بلکٹوی نائب شیخ الحدیث جامعہ سلفیہ یہ کہتا ہوا بھاگا کہ ہم مناظرہ کریں گے۔ چناں چہ "محفل میلاد النبی ﷺ میں سلام و قیام" کا موضوع اور ۳۱؍ جنوری ۱۹۷۳ء کی تاریخ باہمی اتفاق سے مناظرہ کے لیے متعیّن کر لیا گیا۔

آگے کیا ہوا؟: مناظر اہل سنت شیر نیپال اور دیوبندی مناظر مولوی عین الحق بلکٹوی کے درمیان موضوع مناظرہ پر بحث شروع ہوئی۔ کئی گھنٹے تک گفت و شنید کا سلسلہ جاری رہا۔ بالآخر رب ذوالجلال نے اہل سنت کو عظیم الشان فتح عطا فرمائی اور دیوبندیوں کو "فبھت الذی کفر" کی تصویر بنا دی۔ فتح مناظرہ کے بعد اسٹیج پر موجود مفتی رفاقت حسین کانپور، شارح بخاری مفتی شریف الحق، شیر بہار مفتی محمد اسلم رضوی، بحرالعلوم مفتی عبدالمنان اعظمی اور مفتی محبوب رضا علیہم الرحمہ نے بالاتفاق آپ کو "شیر نیپال" کے خطاب سے نوازا۔

﴿مناظرہ سومیرا ضلع مظفر پور﴾

پس منظر: سومیرا ضلع مظفر پور ایک ایسی بستی ہے جہاں اہل حق و اہل باطل دونوں جماعت کے لوگ آباد ہیں اور دونوں میں ہمیشہ کسی نہ کسی موضوع پر بحث ہوتی رہتی تھی۔ ایک روز مسئلہ اقامت پر بحث ہوئی اور بات اس قدر بڑھی کہ ایک نے دوسرے کو مناظرہ کا چیلنج دے دیا۔ اس طرح "اقامت میں کب کھڑے ہوں؟" کے موضوع پر مناظرہ طے کر لیا گیا۔

اور آگے: وقت مقررہ پر سنی مناظر کی حیثیت سے شیر نیپال تشریف لائے اور مولانا مطیع الرحمٰن کو دیوبندیوں نے اپنی نمائندگی کے لیے مدعو کیا۔ صبح نو بجے مناظرے کا آغاز ہو کر دو بجے ختم ہو گیا۔ دوران مناظرہ متعیّن موضوع کے علاوہ دیگر موضوع بھی زیر بحث آئے۔ خصوصیت کے ساتھ "علم غیب" پر نہایت عمدہ اور نفیس گفتگو ہوئی اور فیصلہ اہل سنت کے حق میں ہوا۔ اختتام مناظرہ پر وہابیوں نے جوتے چپل سے اپنے مناظر کی خوب جم کر خاطر تواضع کی۔

﴿مناظرہ جنک پور﴾

جنک پور دھام ملک نیپال کا ایک نہایت مشہور و معروف شہر ہے۔ یہاں ہندوؤں کے علاوہ مسلمانوں کی بھی کثیر تعداد ہے۔ دیوبندی وہابی کو یہاں سنیت کا پھلنا پھولنا اور روز افزوں ترقی کرنا کھٹکنے لگا۔ ان ایمان کے چوروں نے مسلمانوں کے ایمان چرانے میں اپنی کوششیں تیز کردیں جس کی وجہ سے حق و باطل کے درمیان فرق میں دشواریاں ہونے لگیں۔ حق و باطل کے مابین خط امتیاز کھینچنے کے لیے ۱۳۸۸ھ کو مناظرہ طے ہوا۔ موضوع مناظرہ "سنی اور وہابی میں کیا فرق ہے؟" پر بحث کے لیے سنیوں کی طرف سے شیر نیپال کو دعوت دی گئی جب کہ وہابیوں نے مولوی شمس الحق بلکٹوی کو دعوت دی۔ مولوی بلکٹوی آئے تو ضرور لیکن صرف اپنا چہرہ دکھا کر یہ کہتے ہوئے راہ فرار اختیار کرلی کہ "جان بچی لاکھوں پائے"۔

﴿مناظرہ جدوکوہا﴾

ملک نیپال میں ایک جگہ جدوکوہا کے نام سے مشہور ہے۔ یہاں سنی اور وہابی دونوں آباد ہیں۔ سنیوں نے ایک مسجد تعمیر کرائی جس میں وہابیوں نے بھی کچھ مالی تعاون کیا لیکن کسی سبب سے آپسی اختلاف رونما ہوا اور وہابیوں نے مسجد میں حصہ داری کا مطالبہ کردیا تاکہ اپنے امام کے پیچھے نماز ادا کریں۔ یہی اختلاف مناظرہ کا سبب بنا اس میں دیوبندیوں اور وہابیوں کے بہت سے علما کو دعوت دی گئی جب کہ اہل سنت کی وکالت کے لیے صرف شیر نیپال کو مدعو کیا گیا۔ یہ مناظرہ بھی بغیر بحث کے ختم ہوا البتہ مسجد سنیوں ہی کے قبضہ میں رہی۔

درج بالا مناظروں کے علاوہ دیگر مناظروں میں بھی آپ کی شرکت ہوئی جن میں تاریخ اور موضوع متعین ہوئے لیکن فریق مخالف کے علما آئے ہی نہیں یا آئے تو ضرور لیکن اپنے حامیوں کے گھروں میں چھپے رہے۔ بحث و مباحثہ تو درکنار روبرو ہونے کی جرأت بھی انھیں نہ ہوئی۔ وہ مناظرے مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) موتی گیر پر سا میں "حق پر کون سنی یا وہابی؟" کے موضوع پر (۲) کوبول ضلع دربھنگہ میں بھی اسی موضوع پر (۳) مغل پورہ پٹنہ سٹی میں "مسئلہ اقامت" پر (۴) کھرہی ٹولہ وراٹ نگر میں "میلاد و قیام" کے موضوع پر۔

﴿فخر نیپال مفتی اسرائیل رضوی، نیپال﴾

ولادت: ملک نیپال کے ایک مردم خیز تاریخی مقام بھمر پورہ ضلع مہوتری میں ۱۹۴۸ء کو مفتی صاحب کی ولادت ہوئی۔

تعلیم و تربیت: آپ کے والد بزرگوار حاجی عبدالرحیم برکاتی مرحوم نے علاقہ کے مشہور و معروف دینی درسگاہ ودارالعلوم قادریہ مصباح المسلمین علی پٹی میں آپ کا داخلہ کرادیا۔ یہاں آپ نے مفتی عبدالمنان کلیمی کے والد گرامی حافظ عبدالشکور کے زیر سایہ اردو، ناظرہ اور ابتدائی فارسی پڑھی۔ پھر استاذالحفاظ والعلما زاہد ملت علامہ زاہد حسین اور ممتازالمدرسین حضرت مفتی کلیم الدین رحمہما اللہ سے فارسی سے شرح جامی تک اکتساب علم کیا۔اس کے بعد مشفق اساتذہ کے حکم و اجازت سے ۱۳۸۶ھ میں جامعہ اشرفیہ مبارک پور کا سفر کیا اور مکمل پانچ سال حضور حافظ ملت کے زیر تربیت مشاہیر اساتذہ سے حصول علم کیا اور ۱۳۹۰ھ مطابق ۱۹۷۰ء میں اکابر اہل سنت کے ہاتھوں دستار فضیلت سے نوازے گئے۔

بیعت و خلافت: اشرفیہ میں آپ کے زمانہ طالب علمی میں ۱۳۸۹ھ کو علامہ ارشدالقادری علیہ الرحمہ نے سرزمین سیوان بہار میں بہار صوبائی سنی کانفرنس کرائی جس میں حضور مفتی اعظم ہند کی تشریف آوری ہوئی اسی موقع پر آپ نے حضور مفتی اعظم ہند کے دست حق پرست پر بیعت وارادت کا شرف حاصل کیا پھر ایک مرتبہ مفتی عبدالمنان کلیمی صاحب کے ہمراہ خانقاہ مارہرہ مطہرہ آئے جہاں وارث پنجتن حضرت یحیٰ حسن میاں علیہ الرحمہ کے دست مبارک پر بیعت تبرک حاصل کی اسی موقع پر حضرت یحیٰ حسن میاں نے آپ کو بلاطلب زبانی طور پر یہ فرماتے ہوئے اجازت وخلافت سے سرفراز فرمایا کہ: "یہاں کے بزرگوں ہی کے اشارے پر کسی کو خلافت دی جاتی ہے۔ یہ آپ کی امانت ہے جسے آج آپ کے سپرد کر رہا ہوں"۔ ان کے علاوہ نبیرہ اعلیٰ حضرت مولانا توصیف رضا خان صاحب نے بھی آپ کو سلسلہ عالیہ قادریہ رضویہ کی اجازت وخلافت عطا فرمائی ہے۔

تدریس: فراغت ہی کے سال آپ کی علمی، وملی اور تبلیغی قابلیت دیکھ کر حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ نے آپ کو سری نگر کشمیر خدمت دین کے لیے بھیجا۔ یہاں ایک سال تک بحسن وخوبی اپنی

ذمہ داری نبھائی۔ پھر ۱۹۷۱ء میں اپنے سابق مادر علمی دارالعلوم قادریہ مصباح المسلمین تدریس کے لیے آئے اور اب تک یہیں سے خدمت دین انجام دے رہے ہیں۔

تصنیف: آپ کی اب تک صرف دو کتابیں منظر عام پر آسکی ہیں: (۱) اجماع اور قیاس کی شرعی حیثیت (۲) مشکل کشا۔

﴾مناظرے﴿

آپ نے اب تک جو مناظرے کیے ہیں ان کی قدرے تفصیل یہ ہے۔

﴾مناظرہ مجھورا﴿

یہ مناظرہ ۱۹۹۶ء کو فخر نیپال اور مدرسہ نجم الہدیٰ سلفیہ مجھورا ضلع مہوتری نیپال کے اساتذہ کے مابین "غیر اللہ سے استمداد و استعانت" کے موضوع پر ہوا۔ اس مناظرہ میں غیر مقلدین نے آپ سے انبیاے کرام علیہم الصلاۃ والسلام اور اولیاء اللہ سے استمداد و استعانت کے تعلق سے دس سوالات کیے جن کے آپ نے قرآن و حدیث کے حوالے سے ایسے دنداں شکن جواب دیے کہ ان کا ناطقہ بند کر کے رکھ دیا جس کے بعد انہوں نے دوبارہ مناظرے کی ہمت نہ کی۔

﴾مناظرہ دربھنگہ﴿

سبب: ماہ شعبان ۱۳۹۲ھ کو دارالعلوم قادریہ مصباح المسلمین علی پٹی کے رمضانی پوسٹر کی اشاعت کی غرض سے دربھنگہ حمیدیہ برقی پریس تشریف لے گئے جو مدرسہ احمدیہ سلفیہ سے ملحق ہے۔ یہاں مفتی صاحب کی ملاقات مذکورہ مدرسہ کے مولوی عین الحق بلکٹوی سے ہوئی اور کسی مسئلہ پر آپس میں بحث ہو گئی جس کی وجہ سے مولوی عین الحق نے مناظرہ کی بات کر دی۔ فخر نیپال صاحب اسی وقت مناظرہ کرنے کے لیے تیار ہو گئے جس میں "تقلید ائمہ" موضوع متعیّن ہوا۔

بحث کی جھلکی: یہ مناظرہ دو تین گھنٹے میں اپنے انجام کو پہنچ گیا۔ دوران بحث فخر نیپال صاحب نے فرمایا کہ آپ لوگ تو فقہ کی تعلیم اپنے بچوں کو نہیں دیتے ہوں گے کیوں کہ فقہ میں ائمہ کرام کے مستنبط کردہ مسائل بھی ہوتے ہیں اور ان کی تقلید کو آپ لوگ حرام جانتے ہیں۔ مولوی صاحب نے جواباً کہا کہ ہم لوگ فقہ پڑھاتے تو ہیں لیکن قرآن و حدیث سے دلیل

ڈھونڈ ڈھونڈ کر پڑھاتے ہیں۔ اس جواب پر فخر نیپال صاحب نے گرفت فرماتے ہوئے کہا کہ امام رازی نے فرمایا کہ میں چاہوں تو صرف ''تعوذ'' سے بارہ ہزار مسائل کا استخراج کردوں پھر معًابعد فرمایا کہ بارہ لاکھ مسائل کا استخراج کردوں۔ اب آپ بتائیے کہ آپ اس کو کتنے مسائل کی دلیل بنا سکتے ہیں؟ علاوہ ازیں یہ فرض کیجیے کہ کوئی ایسا مسئلہ آیا جس کی دلیل ''تعوذ'' ہے اور آپ اس سے صرف دس مسائل کے استخراج کی صلاحیت رکھتے ہیں اور یہ مسئلہ گیارہواں ہے تو ایسی صورت میں آپ کیا کریں گے؟

فیصلہ: فخر نیپال صاحب کے اس محاصرہ سے لاجواب ہوکر مولوی عین الحق بلکٹوی کو اقرار کرنا پڑا کہ ہم لوگ بھی تقلید کرتے ہیں اور یہ آپ لوگوں کی ذرہ نوازی ہے کہ ہم لوگوں کو غیر مقلد کہتے ہیں۔

﴿مناظرہ پرسا﴾

پس منظر: علی پٹی ضلع مہوتری سے متّصل پرسا گاؤں میں دیوبندیوں نے ایک جلسہ کرایا جس میں رسول اللہ ﷺ اور اولیاء اللہ کے خلاف تقریریں کیں جن سے فضا مسموم اور ماحول گرم ہوگیا۔ کچھ سنی حضرات نے گرفت کی اور مناظرہ کا چیلنج دیا جس کے بعد مناظرہ کی تاریخ بھی متعیّن ہوگئی۔

سرگزشت: مقررہ تاریخ پر بحیثیت مناظر فخر نیپال صاحب تشریف لائے جب کہ مفتی محمّد عثمان رضوی بیلاوی نائب قاضئ نیپال، مفتی عبدالعزیز بانی دارالعلوم عطائے مصطفٰی اور بلبل نیپال مولانا سعادت حسین اشرفی معاون کی حیثیت سے شریک ہوئے۔ کافی دیر انتظار اور للکارنے کے باوجود دیوبندی مناظر سامنے نہ آئے۔ آخر کار سنیوں نے اپنی فتح کا اعلان کیا اور پھر عقائد باطلہ کی تردید میں تقریریں ہوئیں اور اہل سنت کی حقانیت واضح کی گئی۔

﴿مفتی طاہر حسین مصباحی، کولکاتا﴾

ولادت اور تعلیم وتربیت: مفتی طاہر حسین مصباحی نے ۱۷ر فروری ۱۹۶۶ء بمقام ہرپورہ ضلع سہرسا کے ایک دینی وعلمی گھرانے میں آنکھیں کھولیں۔ آپ کے والد ماجد مفتی حسیب الدین عزیزی مصباحی تقریباً ۱۹۶۴ء سے سرزمین بندیل کھنڈ میں مسلسل دین متین کی خدمت انجام دے رہے ہیں۔ آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے والد ماجد سے حاصل کی پھر "باغ فردوس" جامعہ اشرفیہ مبارک پور ۱۹۸۲ء کو آئے اور ۱۹۸۷ء میں دستار فضیلت سے نوازے گئے۔اس کے علاوہ آپ نے قرأت حفص وسبعہ کا درس لیااور الہ آباد بورڈ سے عالمیت وفضیلت کی سند حاصل کی۔

تدریسی خدمات: بعد فراغت آپ نے مضافات نینی تال میں واقع جامعہ نوریہ میں دوماہ درس دیا، بعدہ جامعہ حمیدیہ بنارس میں دو سال خدمت تدریس انجام دی پھر ۱۹۸۹ء سے ۲۰۰۷ء تک مغربی بنگال کے مشہور ادارہ دارالعلوم ضیاءالاسلام ہوڑہ میں مسند تدریس کو زینت بخشی اور تشنگان علوم نبویہ کو سیراب کرتے رہے۔ اب بذریعہ خطابت ہندوستان کے مختلف علاقوں میں دعوتی وتبلیغی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ آپ ایک کامیاب خطیب کی حیثیت سے پورے ملک میں شہرت رکھتے ہیں۔

بیعت وخلافت: آپ کو علامہ سید شاہ مجتبی اشرف اشرفی جیلانی کچھوچھوی علیہ الرحمہ سے ۱۹۸۲ء میں شرف بیعت حاصل ہوا اور حضرت سید جلال الدین اشرف کچھوچھوی اور مفتی عبدالحلیم ناگپوری سے اجازت وخلافت حاصل ہوئی۔

﴿مناظرے﴾

مفتی طاہر حسین صاحب نے بذریعہ تدریس وخطابت اشاعت دین وترویج سنیت کی خدمات انجام دیں اور حسب موقع حق کی سربلندی اور باطل کی سرکوبی کے لیے میدان مناظرہ میں بھی شہسواری کی۔ آپ نے اب تک دو مناظرے کیے ہیں جن کی مختصر تفصیل یہ ہے۔

﴿مناظرہ نارکل ڈانگہ﴾

سبب مناظرہ: نارکل ڈانگہ کے کسی اجلاس میں ایک سنی عالم دین نے دوران تقریر اذان قبر پر

گفتگو کرتے ہوئے بدعقیدوں کو مناظرے کا چیلنج دے دیا۔ پاس کی مسجد کے امام فاضل دیوبند مولوی شرافت ابرار نے دو آدمیوں کو بھیج کر مناظرہ پر رضامندی ظاہر کر دی۔ اس وقت اسٹیج پر مفتی محمّد عزیزاللہ مظہری علیہ الرحمہ بھی موجود تھے، آپ نے موقع کی نزاکت کو محسوس کرتے ہوئے فرمایا کہ ہم لوگ مناظرہ کے لیے نہیں آئے ہیں اگر مناظرہ کرنا ہے تو تاریخ متعیّن کیجیے۔ چناں چہ ایک ہفتہ کے بعد تاریخ کا تعین ہوا۔ اہل سنت کی نمائندگی کے لیے مفتی طاہر حسین مصباحی کا انتخاب ہوا اور اہل باطل کی جانب سے مولوی شرافت ابرار فاضل دیوبند نے مناظرے کے لیے اپنا نام پیش کیا۔

کچھ اور آگے: مقررہ تاریخ پر مفتی صاحب قبلہ اور دیگر علماے کرام نارکل ڈانگہ پہنچ گئے لیکن پہنچنے کے بعد معلوم ہوا کہ جنگ و جدال کے خوف سے لوگوں نے طے کیا ہے کہ مناظرہ کھلے میدان کے بجاے اسکول کی عمارت کے اندر ہوگا اور ہر فریق کے علما کے ساتھ دس دس ذمہ دار افراد ہوں گے ۔ بہر حال علماے اہل سنت وہاں پہنچ گئے لیکن کوئی دیوبندی مولوی نہیں پہنچا، للکارنے پر ذمہ داروں نے مولوی شرافت ابرار کو زبردستی محفل مناظرہ میں لا کھڑا کیا اور مناظرہ کی کاروائی شروع ہوئی۔ مفتی صاحب نے سب سے پہلے مولوی شرافت ابرار سے اذان قبر سے متعلّق اپنا موقف واضح کرنے کو کہا لیکن اس نے جواب میں کہا کہ ہم اس سلسلے میں کچھ نہیں کہیں گے ، آپ اسے جائز کہتے ہیں اس لیے اس کا جواز ثابت کریں۔

رسول اللہ کی کرم فرمائی: آپ نے متعدّد کتب معتبرہ کے حوالے سے اس مسئلے کا جواز ثابت فرمایا، کئی حوالہ جات پیش کیے جانے کے باوجود دیوبندی مولوی کی طرف سے تصحیح نقل کا مطالبہ نہ ہونے پر آپ نے حدیث پاک "ما احل اللہ فھو حلال و ماحرم فھو حرام" پیش کی جس کا حوالہ مناظرہ کی تیاری کے دوران تلاش بسیار کے باوجود نہ مل سکا تھا، اتفاق سے اس پر دیوبندی مولوی نے تصحیح نقل کا مطالبہ کر دیا۔ بقول آپ کے اسی وقت آپ نے آقاے کونین ﷺ کی بارگاہ میں استغاثہ پیش کیا کہ:"سرکار حق کے لیے لڑنے آیا ہوں مدینے سے کرم فرمادیں"۔ پھر کانپتے ہاتھوں سے بخاری شریف کھولی، سرکار کی نظر کرم ہوئی اور جیسے ہی آپ نے کتاب کھولی سامنے وہی حدیث موجود تھی جس کا حوالہ ایک ہفتہ تلاش کے بعد بھی نہ مل سکا تھا۔

نتیجہ: بحمدہ تعالیٰ تقریباً دو گھنٹوں کی گفتگو کے بعد ذمہ داروں میں سے کسی نے کہا کہ "سنی مولانا جتنی باتیں پیش کر رہے ہیں سب کتاب دکھا دکھا کر، کیا آپ لوگوں کے پاس کوئی کتاب نہیں کہ اب تک ایک بھی کتاب نہ دکھائی؟" اسی پر ہنگامہ شروع ہو گیا اور دیوبندی مولوی کی اپنے ہی عوام نے اپنے ہاتھوں سے خوب "خدمت" کی اور حق کا بول بالا اور باطل کا منہ کالا ہوا۔

﴿مناظرہ گیا﴾

پس منظر: گیا سے کچھ دوری پر واقع ایک گاؤں "ڈنگرا" ہے جہاں سنیوں کی تعداد صرف دس فیصد ہے۔ آج سے تقریباً دس سال قبل ایک اجلاس میں مفتی صاحب مدعو تھے، دیوبندیوں نے اجلاس درہم برہم کرنے کی سازش کی جس پر انہیں تنبیہ کی گئی، جلسہ ختم ہونے کے بعد جب مفتی صاحب قیام گاہ پر تھے تو سیکڑوں بدعقیدوں نے آکر مناظرہ کا چیلنج کیا آپ نے قبول کر لیا۔ ان لوگوں نے شرط رکھی کہ ہم لوگ ہار گئے تو بریلوی ہو جائیں گے اور اگر آپ ہار گئے تو ہمارا مسلک قبول کرنا ہوگا۔ حالات کی نزاکت کو دیکھتے ہوئے اور فضل الٰہی پر یقین و اعتماد کرتے ہوئے آپ نے شرط منظور کر لی اور "سلام و قیام، نیاز و فاتحہ، مزارات پر حاضری اور عقائد علمائے دیوبند" موضوع مناظرہ متعیّن ہوا اور مولوی طاہر گیاوی بحیثیت مناظر دیوبندیت کی نمائندگی کے لیے منتخب ہوا۔

مناظرہ کی ایک جھلک: مقررہ تاریخ و دن میں ڈنگرا میں آپ قیام گاہ پر تھے کہ مولوی طاہر گیاوی کی ایک تحریر آئی کہ "سلام و قیام، درود فاتحہ اور مزارات پر حاضری" پر بحث ہوگی۔ اسی تحریر کی پشت پر آپ نے جواباً لکھا کہ "اہل سنت اور دیابنہ کا اصل اختلاف عقائد کا ہے اس لیے پہلے دیوبندیوں کے عقائد پر بحث ہوگی پھر دیگر موضوعات پر"۔ اس کے بعد مفتی صاحب اور دیگر علمائے اہل سنت (جن میں مولانا اقبال حسنی، مولانا عمر نورانی اور مولانا ذاکر حسین قابل ذکر ہیں) دس بجے ممبر نشیں ہوئے مگر پتہ نہیں کیوں دیابنہ کو اسٹیج پر آنے میں تیرہ بج گئے۔

بہر حال مولوی طاہر گیاوی نے آتے ہی اس طرح گفتگو شروع کی کہ سنیوں کا کوئی مولوی طاہر مصباحی ہے جس نے یہ تحریر لکھی ہے کہ "اگر ہم ہار گئے تو تمھارا مسلک قبول کر لیں گے" جب کہ آپ کے اعلیٰ حضرت نے "الملفوظ" میں صاف لکھا ہے کہ اس طرح کی شرط لگانا حرام ہے اس لیے مولوی طاہر مصباحی پہلے توبہ کریں۔ اس پر مفتی صاحب نے "الملفوظ" کی

عبارت پڑھ کر سنائی اور واضح کیا کہ اعلیٰ حضرت نے یہ حکم اس وقت لگایا ہے جب مناظرہ کسی غیر مذہب سے ہو جب کہ یہاں دونوں طرف اسلام کا دعوی کرنے والے ہیں اس لیے یہ حکم جاری نہ ہوگا۔ پھر آپ نے بحث و مباحثہ کا رخ اصل مقصد کی طرف پھیرتے ہوئے مولوی طاہر گیاوی سے شانِ الوہیت و رسالت کے متعلّق دیوبندیوں کے عقائد کے بارے میں سوالات کیے، مثلا "اللہ جھوٹ بول سکتا ہے صحیح ہے یا نہیں ؟ اگر صحیح ہے تو سب کے سامنے اعتراف کیجیے کہ آپ کا خدا جھوٹ بول سکتا ہے اور اگر صحیح نہیں تو آپ کے جن بزرگوں نے یہ عقیدہ لکھا ہے وہ مسلمان ہیں یا نہیں ؟ اسی طرح شان رسالت کے متعلّق یہ عقیدہ لکھا ہے کہ نماز میں حضور اقدس ﷺ کا خیال آنا گائے گدھے کے خیال میں ڈوب جانے سے بدرجہا بدتر ہے، یہ عقیدہ صحیح ہے یا نہیں ؟ ان سوالات کے جواب دینے کے بجاے مولوی طاہر گیاوی اعلیٰ حضرت کی شان میں گستاخی شروع کر دی اور اِدھر اُدھر کی باتوں میں وقت ضائع کر دیا۔

نتیجہ: بار بار مطالبے کے باوجود طاہر گیاوی نے ایک سوال کا بھی جواب نہ دیا اور اِدھر اُدھر کی باتوں میں پورا وقت ضائع کر دیا۔ پھر فجر کی اذان ہونے لگی، اذان کے بعد مولانا اقبال حسنی نے فرمایا آج کا وقت پورا ہو چکا ہے اور اس گاؤں میں لوگوں کے قیام کا انتظام ہے نہ کھانے پینے کا کوئی ہوٹل، اس لیے اگر مناظرہ کو مزید جاری رکھنا ہے تو مولوی طاہر گیاوی شہر گیا جی ٹی روڈ پر واقع کسی جگہ مناظرے کی تاریخ متعیّن کریں لیکن اس مولوی نے کوئی تاریخ نہ دی اور چلا گیا پھر سنیوں نے جشن فتح منایا۔ علاوہ ازیں شہر گیا میں بھی اور شیر گھاٹی کے قریب واقع "سیہولی" میں بھی باقاعدہ جشن فتح منایا گیا۔

﴿قاری مطیع الرحمٰن مصباحی، سمستی پور﴾

ولادت: آپ ۱۰؍دسمبر ۱۹۶۹ء کو موضع گوپال پور (اشرف نگر) ضلع سمستی پور میں مولوی ریاض الدین صاحب کے گھر پیدا ہوئے جو دین دار، تقوی شعار اور صوفی مزاج شخص تھے۔

تعلیم و تربیت اور تدریس: بسم اللہ خوانی سے لے کر عربی و فارسی تک کی ابتدائی تعلیم مدرسہ تیغیہ تحفۃ الرسول میں مولانا عبدالمصطفیٰ اشرفی مصباحی کی نگرانی میں ہوئی اس کے بعد متوسطات تک کی تعلیم آپ نے جامعہ غوثیہ سمستی پور میں حاصل کی۔ پھر اعلیٰ تعلیم کے لیے ۱۹۸۲ء میں جامعہ اشرفیہ مبارک پور آئے اور آٹھ سال رہ کر منتہی کتابوں کی تعلیم مکمل کی۔ ۱۹۹۰ء میں جشن دستار فضیلت کے موقع پر آپ کو سند فراغت اور دستار فضیلت تفویض ہوئی۔ بعد فراغت مدرسہ اسلامیہ لہوار ضلع دربھنگہ سے منسلک ہوئے اور دو سال تک علم و فن کے جوہر لٹاتے رہے۔ اس کے بعد ۱۶؍ستمبر ۱۹۹۳ء کو معروف ادارہ "جامعہ غوثیہ" میں بحیثیت صدرالمدرسین آئے اور درس و تدریس میں مصروف رہے لیکن چند ناگزیر حالات کے پیش نظر وہاں استعفا دے کر بستی مخدوم نگر جام نگر میں واقع مدرسہ "مخدومیہ تیغیہ معین العلوم" کی نشاۃِ ثانیہ فرمائی اور آج یہ ادارہ آپ کی نگرانی میں ترقی کی راہ پر گامزن ہے۔

﴿مناظرے﴾

آپ نے سمستی پور اور ویشالی کے اطراف و اکناف میں متعدّد مناظرے کیے۔ بفضلہ تعالیٰ تمام میں مخالفین کی شکست ہوئی اور سنیت فتح و ظفر سے ہمکنار ہوئی۔ آپ کے مناظروں کی جو تفصیلات ناچیز کو رفیق محترم مولانا ساجد الرحمٰن صاحب (متعلم جامعہ اشرفیہ مبارک پور) کے ذریعہ حاصل ہوئی ہے انہیں اختصار کے ساتھ سپرد قرطاس کیا جارہا ہے۔

﴿مناظرہ سرسونا ضلع ویشالی﴾

موضع سرسونا ویشالی میں ۱۹۹۵ء کو آپ کے اور غیر مقلدین کے مابین "رفع یدین اور قرأت خلف الامام" کے موضوع پر مناظرہ ہوا۔ اہل سنت کے مناظر مولانا موصوف تھے اور غیر مقلدین

کے مناظر مفتی عبدالودود ندوی تھے۔ دیگر علماے اہل سنت میں مفتی غلام محمدؔ قادری نظامی، مفتی بلال احمد نظامی اور مولانا کوثر علی مصباحی موجود تھے جب کہ غیر مقلدین کے اسٹیج پر مفتی نوراللہ قاسمی وغیرہ تھے۔ کافی دیر تک بحث و مباحثہ ہوا بالآخر مولانا موصوف نے اپنے مبحث پر ایسے دلائل و براہین پیش کیے کہ غیر مقلدین کا سارا علمی طمطراق جاتا رہا اور شکست کھا کر بھاگ نکلے۔

﴿مناظرہ سمستی پور﴾

دھرم پور سمستی پور میں ۱۹۹۸ء کو "جامع العلوم" اور "مدرسہ اسلامیہ" کے اساتذہ سے آپ کا مناظرہ ہوا۔ موضوع بحث "قیام عند حی علی الفلاح" اور "عقیدۂ نور و بشر" تھا۔ آپ نے نہایت متانت و سنجیدگی اور حق و بے باکی کے ساتھ ان موضوعات پر اس طرح بحث کی اور قرآن و حدیث کی روشنی میں مسئلے کو اس طرح واضح کیا کہ مخالفین آپ کے علمی طرز استدلال کو دیکھ کر انگشت بدنداں رہ گئے اور ندامت و شرمندگی سے اس طرح بھاگے کہ دوبارہ سمستی پور میں کبھی نظر نہ آئے۔

﴿مناظرہ چک نوادہ، سمستی پور﴾

موضع چک نوادہ، دلسنگھ سرائے سمستی پور میں سنیوں کی اقلیت کے سبب دیوبندیوں نے ہنگامہ برپا کر رکھا تھا اور بار بار چیلنج مناظرہ دیتے پھر رہے تھے۔ جب مولانا موصوف کو خبر ہوئی تو آپ نے مناظرہ کا چیلنج قبول کر کے شرائط مناظرہ طے کیے جس میں قرار پایا کہ جس جماعت کی جیت ہوگی اسی کے عقائد کے مطابق جملہ امور انجام دیے جائیں گے۔ ان تمام مراحل کے بعد ۱۶ر ستمبر ۲۰۰۳ء میں مولانا موصوف علماے کرام کی معیت میں مقام مناظرہ پہنچے۔ دس بجے دن میں مناظرہ کا آغاز ہوا، سب سے پہلے دیوبندیوں کا صدر مناظرہ مولوی خلیل الرحمٰن قاسمی نے مذکورہ موضوع پر گفتگو کی اس کے بعد مولانا موصوف نے جواب میں قرآن و حدیث، اقوال صحابہ اور اجماع کی روشنی میں اپنے حریف کی گفتگو اور پیش کیے گئے دلائل کی تردید کی اور عقائد حقہ اور اقوال صحیحہ کو اس طرح ثابت کر دیا کہ ان لوگوں کی نخوت سجدہ ریز ہو گئی۔ بالآخر حواس باختہ اور لاجواب ہو کر راہ فرار اختیار کرنے پر مجبور ہو گئے۔

﴿مناظرہ مخدوم نگر جام نگر﴾

یہ مناظرہ موضع مخدوم نگر جام نگر ضلع سمستی پور میں ۲۰۰۲ء میں ہوا۔ اس میں دیوبندیوں کے مناظر مفتی نوراللہ قاسمی، مفتی ظفیرالحسن مدنی وغیرہم تھے۔ موضوع بحث "عقیدۂ نور وبشر، ثبوت شفاعت نبی ﷺ اور صلوۃ قبل الاذان" تھا۔ اس مناظرے میں مولانا موصوف کے سامنے ان کی ایک نہ چلی اور مناظرہ کا انجام ان کی شکست وریخت کی شکل میں نکلا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہاں موجود مذبذب لوگ تائب ہوکر اہل سنت وجماعت میں داخل ہوگئے۔

ان کے علاوہ آپ نے تین مناظرے اور بھی کیے ہیں لیکن اس کی معلومات ناقص رہی جنھیں یہاں بیان کیا جارہا ہے۔

(۱) چک نور سمستی پور میں ۱۹۹۶ء میں "قیام عند حی علی الفلاح اور ثبوت میلاد وفاتحہ" کے موضوع پر۔ (۲) ناگر بستی سمستی پور میں ۱۹۹۷ء کو "عقیدۂ نور وبشر" پر (۳) دیونا، بیگو سرائے میں ۱۹۹۷ء کو، موضوع بحث "علم غیب مصطفی ﷺ" تھا، یہ مناظرہ عربی زبان میں ہوا۔

باب سوم
معاون مناظر
فرزندان اشرفیہ
اس باب میں ان فرزندان اشرفیہ اور ان کے کارناموں
کا مختصر تذکرہ ہے، جنہوں نے بحیثیت معاون مناظر، مناظروں میں
شرکت کی اور اپنا بھرپور تعاون پیش کیا۔

﴿بحرالعلوم مفتی عبدالمنان اعظمی علیہ الرحمہ﴾

ولادت اور تعلیم وتربیت: ۷ر ربیع الآخر ۱۳۴۴ھ مطابق ۲۶ر اکتوبر ۱۹۲۵ء کو محلہ پورہ رانی قصبہ مبارک پور کے ایک دین دار گھرانے میں آپ کی ولادت ہوئی۔ جب آپ کی عمر کم وبیش پانچ سال کی ہوئی تو قاعدہ بغدادی لے کر دارالعلوم اشرفیہ میں داخل ہوئے اور اپنے تعلیمی سفر کا آغاز کیا۔ ۲۲ سال کی عمر میں شعبان ۱۳۶۶ھ مطابق جون ۱۹۴۷ء کو تعلیم مکمل کرکے تعلیمی سفر کا اختتام کیا۔

بیعت وخلافت: ۱۶ر شعبان ۱۳۸۵ھ مطابق ۱۹۶۵ء میں بعد نماز مغرب قیام گاہ حافظ ملت پر علامہ عبدالرؤف بلیاوی علیہ الرحمہ کی موجودگی میں حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ کے دست اقدس پر بیعت ہوئے اور آپ ہی سے خلافت بھی حاصل ہوئی۔ بعد میں حضور احسن العلماعلیہ الرحمہ مارہرہ شریف نے بھی اجازت وخلافت سے نوازا۔

تدریس: بعد فراغت خدمت تدریس میں مشغول ہوئے اور مدرسہ ضیاءالاسلام گورکھپور، مدرسہ اہل سنت انوارالعلوم تلسی پور، جامعہ اشرفیہ مبارک پور اور دارالعلوم شمس العلوم وغیرہ میں تدریس کے فرائض بحسن وخوبی انجام دیے۔

تصنیف: آپ کے قلم سے علمی، فکری اور تحقیقی مضامین کے علاوہ جو کتابیں منصۂ شہود پر آئیں ان میں سے چند کے اسمایہ ہیں: (۱) فتاوی بحرالعلوم (چھ جلدیں) (۲) الشاہد (۳) ازالۂ اوہام (۴) ندائے یارسول اللہ (۵) مسئلہ آمین (۶) حیات صدرالشریعہ (۷) انوکھی لڑائی (۸) اسلام کا چوتھا رکن (۹) نجدی تحریک (۱۰) بدعت کیا ہے؟ وغیرہ۔

وصال: آپ ۱۴ر محرم الحرام ۱۴۳۴ھ مطابق ۲۹ر نومبر ۲۰۱۲ء کو دار فانی سے دار جاودانی کی طرف رحلت فرماگئے۔

﴿مناظرے﴾

جب مناظروں میں شرکت کے حوالے سے آپ سے رابطہ کیا گیا تو اس وقت آپ نے زیر ترتیب کتاب "بحرالعلوم کی کہانی بحرالعلوم کی زبانی" (جو نظر ثانی کے لیے آپ کے پاس تھی) عنایت فرمائی اور فرمایا کہ اس میں اس کے متعلّق کچھ مواد ہیں آپ اس حصے کا فوٹو کاپی کرالیں

اسی حصے کی مدد سے مناظروں میں آپ کی شرکت اور خدمات باختصار سپرد قرطاس کی جارہی ہیں۔

(۱)ضلع بستی کے ایک گاؤں میں "اختلافی عقائد" کے عنوان پر دیوبندیوں سے مناظرہ طے ہوا۔ دیوبندیوں کی طرف سے یونس خالدی تھااور سنیوں کی طرف سے مولانا ذکراللہ بستوی تھے۔اس کے لیے آپ بھی وقت مقررہ پر پہنچے لیکن مناظرہ نہ ہوسکا۔

(۲) ببھن گاؤں ضلع گونڈہ میں دیوبندیوں اور اہل سنت کے مابین لگاتار ہفتہ روز تک شب و روز مناظرہ جاری رہااس میں آپ کا کام جواب لکھنااور بتانا تھا جسے آپ نے نہایت خوش اسلوبی سے انجام دیا۔

(۳) اربڑا، صوبہ بنگال میں دیوبندیوں اور اہل سنت کے درمیان مناظرہ ہوا۔ دیوبندی مناظر کوئی غیر معروف اختر بھاگلپوری تھااور سنیوں کے مناظر علامہ ارشد القادری علیہ الرحمہ تھے۔ مناظرہ پہلے "عقائد" پر ہوا پھر فروعی مسائل میں "میلاد و قیام اور نیاز و فاتحہ" پر ہوا۔ جس میں بطور معاون حضرت بحرالعلوم بھی شریک رہے۔

﴿بدر ملت مفتی بدرالدین قادری علیہ الرحمہ﴾

ولادت اور تعلیم و تربیت: آپ کی پیدائش اپنے نانیہال موضع حمید پور میں ایک اندازہ کے مطابق ۱۳۴۸ھ/۱۹۲۹ء میں ہوئی۔ آپ نے مقامی درس گاہ شاہ پور سے تعلیمی سفر کا آغاز کیا جو مدرسہ انوارالعلوم قصبہ جین پور ضلع اعظم گڑھ ہوتے ہوئے جامعہ اشرفیہ مبارک پور پر ختم ہوا۔ آپ نے شوال ۱۳۶۷ھ مطابق ستمبر ۱۹۴۸ء میں جامعہ اشرفیہ میں داخلہ لیا اور چار سال بڑی محنت سے اکتساب علم کیا۔ ۱۰ر شعبان ۱۳۷۱ھ/مئی ۱۹۵۲ء کو سند و دستار فضیلت سے نوازے گئے۔

تدریس: بحکم حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ تقریباً ایک سال تربیت تدریس کے طور پر دارالعلوم اشرفیہ میں طلبہ کو عربی کی ابتدائی کتابیں پڑھائیں۔ پھر انجمن معین الاسلام پرانی بستی ،شہر بستی، دارالعلوم فیض الرسول براؤں شریف اور مدرسہ غوثیہ بڑھیا بستی (یوپی) میں خدمت تدریس انجام دی۔

تصنیف: آپ نے ڈیڑھ درجن کتابیں تصنیف فرمائی ہیں جن میں سے کچھ یہ ہیں:(۱)سوانح اعلیٰ حضرت (۲) تذکرہ سرکار غوث (۳) تذکرہ سرکار خواجہ (۴) مولوی طاہر سلفی کے پانچ سوال کا تحقیقی جواب (۵)اظہار حق وغیرہ۔

بیعت و خلافت: ۱۶ر جنوری ۱۹۵۱ء مطابق ۷ر ربیع الآخر ۱۳۷۰ھ کو بعد نماز عشاء حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ سے بیعت ہوئے۔ اجازت و خلافت اپنے مرشد کے علاوہ شیر بیشۂ اہل سنت علیہ الرحمہ سے بھی حاصل ہوئی۔

وصال: ۷ر رمضان المبارک ۱۴۱۲ھ مطابق ۱۹۹۲ء کو جمعہ کی شب آپ اپنے مالک حقیقی سے جا ملے۔

﴿مناظرے﴾

آپ نے تردید فرق باطلہ اور حمایت حق کے لیے بحیثیت معاون مناظر، مناظروں میں شرکت فرمائی ہیں۔ ان مناظروں کی تفصیل کچھ اس طرح ہے۔

(۱) ببھن گاؤں ضلع گونڈہ میں دیوبندیوں اور اہل سنت کے درمیان مناظرہ ہوا۔ شب و

روز مناظرہ جاری رہنے کے سبب علمائے اہل سنت کو دو گروپ میں تقسیم کر دیا گیا۔ ان میں علامہ مشتاق احمد نظامی علیہ الرحمہ کے معاون کی حیثیت سے آپ نے اپنے فرائض بطریق احسن انجام دیے۔

(۲) ماہ ربیع الاول ۱۳۷۶ھ/نومبر ۱۹۵۶ء میں دارالعلوم فیض الرسول کے دوران قیام اپنے معاصرین کے ہمراہ موضع کرہی ضلع بستی کے وہابیوں سے تحریری مناظرہ میں آپ نے معاون کی حیثیت سے شرکت فرمائی اور اپنی ذمہ داری بخوبی انجام دی۔

(۳) ۲۲،۲۱/جمادی الاولیٰ مطابق ۱۴،۱۳/جون ۱۹۷۴ء کو موضع چوکھڑا تحصیل ڈومریاگنج ضلع بستی میں اہل سنت اور وہابیوں کے مابین ہونے والے مناظرے میں سنی مناظر مولانا صدیق صاحب سجادہ نشیں براؤں شریف کے معاون رہے۔

(۴) موضع "دوبولیا" میں بھی آپ نے مناظرہ کیا۔

﴿مفتی آل مصطفیٰ مصباحی﴾

پیدائش: ایک اندازہ کے مطابق ۲۷/اکتوبر ۱۹۷۲ء کو اپنے نانیہال شہجنہ علاقہ بارسوئی ضلع کٹیہار میں پیدا ہوئے۔

تعلیم وتربیت: ابتدائی تعلیم گاؤں کے مکتب میں ہوئی۔ فارسی اور ابتدائی عربی کی تعلیم مدرسہ اشرفیہ اظہارالعلوم سوناپور ضلع کٹیہار میں ہوئی، اس کے بعد ثانیہ مدرسہ فیض العلوم محمدؔ آباد گوہنہ میں، ثالثہ تارابعہ الادارۃالاسلامیہ دارالعلوم حنفیہ کھگڑا کشن گنج میں اور خامسہ تا فضیلت اور مشق افتا کی تعلیم جامعہ اشرفیہ مبارک پور میں ہوئی اور ۱۹۹۰ء میں جامعہ اشرفیہ سے فارغ التحصیل ہوئے۔

تدریس: جامعہ اشرفیہ سے فراغت کے بعد بحکم حضور محدث کبیر مدظلہ العالی اکتوبر ۱۹۹۰ء میں تدریس و افتا کی خدمت کے لیے جامعہ امجدیہ رضویہ گھوسی تشریف لائے۔ یہاں منتہی کتابوں کا درس، شعبۂ تخصص فی الفقہ کی نگرانی اور اصول افتا کی تدریس جیسی اہم ذمہ داریاں بحسن وخوبی انجام دے رہے ہیں۔

تصنیف: آپ نے پچاس سے زائد علمی، فقہی، دینی، مذہبی مضامین قلم بند فرمائے ہیں اور ایک درجن کتابیں تصنیف فرمائی ہیں۔ ان میں سے چند کے نام یہ ہیں: (۱) حاشیہ توضیح تلویح (۲) مناظرہ شام پور مغربی بنگال (۳) منصب رسالت کا ادب واحترام (۴) کنزالایمان پر اعتراضات کا تحقیقی جائزہ (۵) اسباب ستہ اور عموم بلویٰ کی توضیح وتنقیح (۶) بیمہ زندگی کا شرعی حکم (۷) تحشیہ فتاویٰ امجدیہ جلد چہارم وغیرہ۔

﴿مناظرے﴾

آپ نے کئی مناظروں میں شرکت کی جن میں مناظر اہل سنت کا بھرپور علمی تعاون کیا اور مناظرہ کامیاب بنانے کے لیے شب و روز انتہائی کوششیں صرف کیں آپ کی انہیں کوششوں اور علمی تعاون کو باختصار سپرد قرطاس کیا جاتا ہے۔ واضح رہے کہ اس سلسلے میں معلومات آپ ہی کی فراہم کردہ ہیں۔

(۱)　بالیرپور متّصل شام پور رانی گنج، بنگال میں اہل سنت اور دیوبندیوں کے مابین ۱۲/جون

۱۹۹۴ء کو مناظرہ طے ہوا۔ مناظر اہل سنت مفتی مطیع الرحمٰن صاحب مضطراور معاون آپ تھے جبکہ مناظر دیوبند مولوی طاہر گیاوی تھا۔ وقت متعیّنہ پر "دیوبندی وہابی پیشواؤں کی کفری عبارت" پر مناظرے کا آغاز ہوا۔ پہلے تحذیرالناس کی اس کفری عبارت پر گفتگو ہوئی جس میں خاتم النبیین بمعنی آخری نبی کا صراحۃً انکار ہے اور اسے جاہلوں کا خیال بتایا گیا نیز نبی ﷺ کے بعد بھی نبی پیدا ہونے کو ممکن بتایا گیا ہے۔اس تعلق سے آپ نے جو ذمہ داری نبھائی وہ یہ ہے کہ خاتم النبیین بمعنی آخری نبی ہونے کے دلائل و شواہد، تفسیر و حدیث اور مستند علما و فقہا کی کتابوں سے تلاش کر کے مناظر اہل سنت کو پیش کیا جنھیں وہ اپنے حریف کو دوران مناظرہ پڑھ کر سناتے۔آپ نے اپنی یہ ذمہ داری بحسن و خوبی انجام دی جس کے نتیجے میں مناظر اہل سنت کے سامنے مولوی طاہر گیاوی بالکل بے بس ہو گیا اور موقع پاتے ہی اسٹیج خالی کر کے راہ فرار اختیار کیا۔

(۲) صوبہ سکم ضلع نامچی کی ایک سنی مسجد میں ایک وہابی مولوی مکاری سے سنی امام بن کر آیا، جب کچھ لوگ اس کے ہم نوا ہو گئے تو وہ وہابیت کے فروغ میں مصروف ہو گیا اور سلام و قیام، نیاز و فاتحہ کی مخالفت شروع کر دی جس کے نتیجے میں مناظرہ و مباحثہ طے پایا۔ جس میں مرکزی گفتگو یہ تھی کے کافر و مرتد ہونے کے سبب وہابیوں کی اقتدا میں سنی حضرات کی نماز نہیں ہوتی کیوں کہ وہابیہ گمراہ، گمراہ گر اور ضروریات دین کے منکر ہیں۔اس مناظرہ میں بحیثیت معاون آپ کی ذمہ داری یہ تھی کہ رات ہی سے ان صفحات پر نشان لگائیں جہاں کفری عبارتیں ہیں پھر تفسیر و حدیث، فقہ اور علم کلام کی کتابوں سے حفظ الایمان، تحذیرالناس، براہین قاطعہ وغیرہ کی عبارت کے کفری ہونے کا ثبوت فراہم کریں۔اس مناظرہ میں مناظر اہل سنت مفتی مطیع الرحمٰن صاحب کے علمی استدلال، زور بیان اور آپ کی جد و جہد اور کوششوں کا یہ نتیجہ نکلا کہ وہابی وکیل نے یہ تسلیم کر لیا کہ حفظ الایمان کی عبارت ناپاک ہے البتہ حکم لگانے سے گریز کرتا رہا۔

(۳) ملک پور ہاٹ ضلع کٹیہار کا یہ مناظرہ نہایت اہم ہے جس میں بحیثیت صدر محدث کبیر مدظلہ العالی، بحیثیت مناظر مفتی مطیع الرحمٰن صاحب اور بحیثیت معاون مفتی آل مصطفیٰ صاحب اہل سنت کی طرف سے شریک ہوئے اور دیوبندیوں کی طرف سے مولوی طاہر گیاوی شریک ہوا۔ بحیثیت معاون مفتی صاحب کے ذمہ یہ خدمت سپرد تھی کہ تحذیرالناس، حفظ الایمان، براہین قاطعہ کی

کفری عبارتوں کی وضاحت سے لے کر ان عبارتوں کی صفائی میں پیش کی جانے والی تاویلات کا جائزہ پیش کریں۔ پھر صدر مناظرہ کے ہمراہ حسب ضرورت مناظر اہل سنت سے مشورہ کریں، کتابوں کے حوالہ جات کی باقاعدہ فہرست سازی کریں نیز دوران مناظرہ دیوبندی مناظر کی بکواس پر گہری نگاہ رکھیں اس مناظرہ میں دوران بحث آپ نے ایک مشورہ دیا جسے محدث کبیر نے بھی بہت پسند فرمایا۔ وہ یہ تھا کہ مناظر اہل سنت دوسرے دن کی تقریر میں دیوبندی مناظر کو کچھ وقت دے کر یہ سوال کرے کہ مولانا قاسم نانوتوی نے تو لکھا ہے کہ حضور کے زمانے میں یا ان کے بعد کوئی نبی پیدا ہو پھر بھی خاتمیت محمدّی میں کوئی فرق نہ آئے گا۔ اب یہ بتائیں کہ آپ کے نزدیک فرق پڑے گا یا نہیں؟ اس سوال سے دیوبندی مناظر نہ صرف مبہوت ہو گیا بلکہ دوران بحث مناظرہ سے راہ فرار اختیار کرنے کی ناکام کوشش کی اور آخر تک جواب نہ دے سکا، دوسری باتیں کرتا رہا جس سے خود دیوبندی عوام برہم ہو گئے اور سمجھ گئے کہ ہمارے مولوی کے پاس جواب نہیں ہے اور پورا اندیشہ تھا کہ کل کو سب یا اکثر دیوبندی سنی ہو جاتے جس کی وجہ سے دیوبندیوں نے تھانے دار سے فساد کا خطرہ بتا کر مناظرہ ہی ملتوی کرا دیا اور سب دیوبندی مولوی ایک روز پہلے ہی بھاگ گئے جب کہ علمائے اہل سنت دوسرے روز بھی جمے رہے۔

فروغ اہل سنت کے لیے امام اہل سنت کا دس نکاتی پروگرام

- عظیم الشان مدارس کھولے جائیں۔ باقاعدہ تعلیمیں ہوں۔
- طلبہ کو وظائف ملیں کہ خواہی نہ خواہی گرویدہ ہوں۔
- مدرسین کی بیش قرار تنخواہیں ان کی کاروائیوں پر دی جائیں۔
- طبائع طلبہ کی جانچ ہو جو جس کام کے زیادہ مناسب دیکھا جائے، معقول وظیفہ دے کر اس میں لگایا جائے۔
- ان میں جو تیار ہوتے جائیں تنخواہیں دیکر ملک میں پھیلائے جائیں کہ تحریراً و وعظاً و مناظرۃً اشاعت دین و مذہب کریں۔
- حمایت مذہب و رد بدمذہباں میں مفید کتب و رسائل مصنفوں کو نذرانے دے کر تصنیف کرائے جائیں۔
- تصنیف شدہ اور نو تصنیف رسائل عمدہ اور خوش خط چھاپ کر ملک میں مفت تقسیم کیے جائیں۔
- شہروں شہروں آپ کے سفیر نگراں رہیں جہاں جس قسم کے واعظ یا مناظر یا تصنیف کی حاجت ہو آپ کو اطلاع دیں، آپ سرکوبیٔ اعداء کے لیے اپنی فوجیں، میگزین اور رسالے بھیجتے رہیں۔
- جو ہم میں قابل کار موجود اور اپنی معاش میں مشغول ہیں وظائف مقرر کر کے فارغ البال بنائے جائیں اور جس کام میں انہیں مہارت ہو لگائے جائیں۔
- آپ کے مذہبی اخبار شائع ہوں اور وقتاً فوقتاً ہر قسم کے حمایت مذہب میں مضامین تمام ملک میں بقیمت و بلا قیمت روزانہ یا کم از کم ہفتہ وار پہنچاتے رہیں۔

حدیث کا ارشاد ہے کہ ”آخر زمانہ میں دین کا کام بھی درم و دینار سے چلے گا“ اور کیوں نہ صادق ہو کہ صادق و مصدوق صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام ہے۔

(فتاوی رضویہ: جلد ۱۲، ص ۱۳۳)